بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, March 26, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ
الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ
كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ
اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝

(آیت نمبر ۳۷ ، ۳۸ ، ۳۹)

ترجمہ : بے شک پرہیز گاروں کے لیئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں ۔ کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کی برابر کر دیں گے ۔ تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ اس میں تمہارے لیئے وہ چیز ہو جس کو تم پسند کرتے ہو ۔ کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, March 26, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ أَفَنَجْعَلُ
الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ
كِتٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ
أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝

(آیت نمبر ۳۷، ۳۸، ۳۹)

ترجمہ: بے شک پرہیز گاروں کے لیئے ان کے رب کے نزدیک آسائش
کی جنتیں ہیں۔ کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کی برابر کر
دیں گے۔ تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس
کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ اس میں تمہارے لیئے
وہ چیز ہو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ کیا ہمارے ذمہ کچھ
قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ

قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں کہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ حمید الدین صاحب نے حالیہ اجلاس کے دوران رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر بشارت الٰہی نے ۲۲ مارچ کو ایوان میں شرکت نہ کرنے کی بنا پر رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد محسن صدیقی نے ۲۶ مارچ کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Deputy Chairman : Privilege motion in the name of Tariq Chaudhry.

طارق چوہدری صاحب نہیں ہیں it is deferred.

اگلی تحریک نمبر ۱۲ سلیم سیف اللہ خان صاحب ۔

Mr. Abdul Majid Kazi : Point of order. Is Tariq Chaudhry on leave Sir ?

Mr. Deputy Chairman : I think, somebody in the secretariat told me that he has informed the Secretariat. Mr. Salim Saifullah Khan.

(i) *Re* : APPOINTMENT OF ATTORNEY-GENERAL

Mr. Salim Saifullah Khan : Mr. Chairman, I beg to move that the privilege of the honourable Members and the Senate has been breached by a news item appearing in the daily Dawn dated 19th March, 1989, in which it is stated that the Attorney-General's appointment is unconstitutional and illegal. As the Attorney-General assists the Members of the Senate in interpreting the Constitution and the procedural aspects, therefore, the privilege of the Members and the Senate has been breached.

Therefore, Mr. Chairman, I pray that the motion may kindly be admitted and declared in order.

Mr. Deputy Chairman : Is it being opposed ?

Syed Iftikhar Hussain Gilani : Opposed.

Mr. Deputy Chairman : Salim Saifullah Khan Sahib.

مزید کیا کہنا چاہتے ہیں۔

Mr. Salim Saifullah Khan : Mr. Chairman, this, as I mentioned, did appear in the daily 'Dawn' and since it has not been contradicted by the government. Sir, I would like to quote Article 100 of the Constitution which says that the President shall appoint a person, being a person qualified to be appointed a Judge of the Supreme Court to be the Attorney-General of Pakistan.

Sir, Article 179 specifies the requirement for the appointment of a Judge of the Supreme Court and I would like to quote that also. Article 179, along with other Articles, says : "A Judge of the Supreme Court shall hold office until he attains the age of 65 years unless he sooner resigns or is removed from office in accordance with the Constitution".

Sir, now, how the privilege is breached, I would like to qoute Article 57 of the Constitution which says that the Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State and the Attorney-General shall have the right to speak and, otherwise take part in the proceedings of either House or a joint-sitting or any committee thereof, of which he may be named a member but shall not, by virtue of this Article, be entitled to vote. Sir, my submission is that after quoting these Articles, regarding presence of the Attorney-General in this August House one could say that he is a stranger in the House because he does not meet the Constitutional requirements for appointment of an Attorney-General. Since the Attorney-General does assist the Members of the Senate in interpretation of the Constitution in different other legal matters, in procedural matters, and does sit in the August House, so, I feel that the privilege of the

[Mr. Salim Saifullah Khan]

members and the august body is breached and, therefore, this may be declared in order. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Prof. Khurshid Ahmed

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب والا! یہ ایک بڑا اہم دستوری اور قانونی مسئلہ ہے اور میں ممنون ہوں سلیم سیف اللہ صاحب کا کہ انہوں نے اس ایوان میں اس مسئلے کو اٹھایا۔ جناب والا! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ سینیٹ کے ارکان کا جو حلف اور فطری طور پر اس سے ارکان کے پریویلیج اور سینیٹ کے پریویلیج بھی متعلق ہیں اس بات کو بہت واضح کرنا ہے کہ۔

that I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جس کے معنی یہ ہیں کہ دستور کا ہر وہ violation .....

جناب ڈپٹی چیئرمین: آرٹیکل نمبر کیا ہے؟

پروفیسر خورشید احمد: یہ اوتھ ہے۔ شیڈول میں دی گئی ہے آرٹیکل ۶۵ کے لیئے جو annexures ہیں۔ میرے پاس جو کتاب ہے مخدوم علی خان والی اس میں تو صفحہ ۲۶۸ ھے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دستور کا ہر وہ violation جس کے نتیجے کے طور پر دستور کے بروئے کار اور بروئے عمل لانے کا کام مجروح اور متاثر ہو ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سینیٹ اور نیشنل یعنی پارلیمنٹ کا حق ہے کہ وہ گرفت کرے۔ اور ہر وہ چیز جس سے یہ ایوان indirectly or directly متاثر ہوتا ہے۔ وہ اس

کے استحقاق کا مسئلہ بنتی ہے۔

جناب والا! دستور کے دوسری دفعات میرے فاضل دوست نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنا دی ہیں جن میں میرے خیال سے کسی interpretation کی گنجائش نہیں۔ بات بہت واضح ہے۔ اس دستور کے تحت ایوان کے وہ ارکان خواہ ان کا تعلق نیشنل اسمبلی سے ہو یا سینیٹ سے، جنہیں وزیر مقرر کیا جائے وہ دونوں ایوانوں میں شرکت کا حق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ پانچ ایڈوائزر جو دستور کے تحت مقرر کیے جائیں اس فوج ظفر موج کا کوئی تعلق دستور سے نہیں ہے جو آج Advisors کے نام پر گھومتی پھر رہی ہے لیکن پانچ Advisors جو دستور کے تحت مقرر کیے جا سکتے ہیں۔ انہیں یہ حق ہے کہ وہ دونوں ایوانوں میں آ سکیں اور ووٹ کے بغیر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ اور پھر یہ حق اٹارنی جنرل کو حاصل ہے۔ اور اٹارنی جنرل کا عہدہ دنیا بھر میں وزیر کے برابر ہوتا ہے۔ اور انگلستان کی پارلیمانی روایات تو آپ کو معلوم ہیں کہ دراصل لاء منسٹر کی حیثیت اسی میں تھی پھر اس کے لیے دستور میں ایک شرط رکھی گئی وہ یہ ہے کہ وہ ان تمام شرائط پر پورا اترتا ہو جو سپریم کورٹ کے جج کے تقرر کی ہیں۔ اور چونکہ سپریم کورٹ کا جج کوئی شخص ۶۵ سال کی عمر کے بعد نہیں رہ سکتا اس لیئے اٹارنی جنرل کے لئے ضروری ہے کہ وہی تمام شرائط پوری ہوں جو دستور نے سپریم کورٹ کے جج کے تقرر کے لیئے مقرر کی ہیں۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

اب اس پر جناب والا ! دو اعتراضات کیئے جا سکتے ہیں
پہلی بات یہ کہ ہندوستان میں ایسا ہے کہ ستر بہتر سال کے
کوئی صاحب اٹارنی جنرل رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ irrelevant
ہے ۔ اس لیئے کہ ہمارے دستور میں اٹارنی جنرل کے لیئے جو شرائط
رکھی گئی ہیں ہم اس کے پابند ہوں گے ۔ Precedent وہاں آتی ہے جہاں
دستور خاموش ہے ۔ لیکن جہاں دستور واضح ہے وہاں آپ
precedent سے معاملہ نہیں کر سکتے ۔ دوسرا نکتہ جناب والا !
یہ کہ آخر استحقاق کا مسئلہ کہاں سے پیدا ہوا ۔ تو میں سمجھتا ہوں
کہ استحقاق کے باب میں یہ بات جناب والا ! آپ کے سامنے آنی
چاہیئے اور اس سے پہلے مباحث میں یہ چیز آئی ہے اور سینیٹ کے
چیئرمین نے اپنی رولنگ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ
استحقاق دو نوعیت کے ہیں ایک استحقاق وہ ہے جس پر کسی فرد
کا کوئی حق مجروح ہو یا اسے پارلیمانی نظام کے مطابق...

Dr. Sher Afghan : Point of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ڈاکٹر شیر افگن صاحب ۔

On a point of order.

Dr. Sher Afghan Khan Niazi : I may, through this honourable Chair, inform that this is a question of privilege which was raised before this honourable House by the honourable Senator and a big discussion is going on, on the whole Constitutional Articles which is irrelevant according to the Rules of Procedure of the Senate, 1963. There is a clearcut mention that the person who raises a question if he is allowed then he is to make a short statement but all the Articles of the Constitution are being involved, the advisers are being involved and the other thing, *i.e.*, the qualifications for the appointment of a Judge of the Supreme Court, I think, it is irrelevant.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. It is no point of order. This has been a practice in the House that we allow the members to express their views in a very patient way either they belong to the Opposition or they belong to the Treasury Benches. So I am sorry, Dr. Sahib. (*Interruptions*).

Dr. Sher Afghan Khan Niazi : Sir, the relevancy and irrelevancy should be according to the rules (*Interruptions*).

Mr. Deputy Chairman : Dr. Sahib, you please sit down. This has been a practice of the House.

آپ کو بھی موقع دیں گے جب آپ بولنا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ آپ کا اس لیئے کہ میں یہ بات نہیں کہنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نووارد ہیں اس ایوان کے لیئے بھی اور شاید Treasury Benches کے لیئے بھی۔ اور انہیں اس ایوان کی روایات کا علم نہیں۔ ہمارے ہاں یہ بات رہی ہے کہ پریویلیج موشن پر اس کی ایڈمیسیبلٹی پر گفتگو کرنے کی روایات آج سے نہیں ساڑھے تین سال سے ہم اس پر عمل کر رہے ہیں آپ کے علم میں یہ بات ہونی چاہیئے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ استحقاق ایک فرد کا ہے اور اگر کسی پارلیمنٹ کے ممبر کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے سے روک دیا جائے کسی بنا پر بھی تو اس طریقے سے اس کا استحقاق جو ہے وہ Violate ہوتا ہے اور دوسرا استحقاق وہ ہے جس کا تعلق ہاؤس بحیثیت ہاؤس اس کی ورکنگ سے ہے اس کی prestige سے ہے اور اس میں ہر وہ چیز جو بحیثیت ہاؤس اس کی ورکنگ کو متاثر کرنے والی ہو اس میں کوئی غیر ضروری چیز داخل

[Prof. Khurshid Ahmed]

کرنے والی ہے یا اس کی عزت اور وقار کو مجروح کرنے والی
ہو وہ بھی دراصل اس کے استحقاق سے متعلق ہے اور یہ دوسرا نکتہ وہ
ہے جس پر کہ ہم اس وقت بحث کر رہے ہیں کہ ایک ایسے شخص کا
جو دستور کے تحت ایڈووکیٹ جنرل نہیں ہو سکتا، اس کا ایڈووکیٹ
جنرل مقرر کیا جانا اور اس ایوان میں اس کے داخل ہونے اس کے بولنے
کا استحقاق پیدا ہو جانا دراصل اس ایوان کے استحقاق کے منافی ہے
اس ایوان کی عزت اور وقار کے منافی ہے اور یہ اس کے لیئے دونوں
پہلوؤں سے یعنی اس کی عزت اور وقار اور اس کی نارمل
ورکنگ دونوں کو متاثر کرنیوالی چیز ہے اس بنا پر میں سمجھتا ہوں
کہ یہ بالکل مناسب نکتہ ہے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا
چاہیئے تاکہ اس پر گفتگو ہو سکے اس کا فیصلہ کیا جا سکے اور یہ ایوان
غیر متعلق دست اندازیوں سے محفوظ کیا جا سکے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: ۔ شکریہ! حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, before the Law Minister might raise the question of the Attorney-General being over sixty five in India I would like to say that we are governed by a written Constitution which provides that nobody can be appointed as Attorney-General unless he is qualified to be a Supreme Court Judge and, therefore, that portion of the Constitution is binding upon us. It may not be binding upon the Indian constitutional lawyers.

As you know, Sir, in England a Judge is appointed for life. Once he is appointed to the Privy Council until he dies, he continues to be a Judge. There is no age limit debarring him from sitting in the Privy Council. Also in this way so far as England is concerned an Attornay-General or a person holding that post can be of any age. Then a point was raised before this House by the mover of this privilege motion that constitutional provision had to be respected in appointing the Attorney-General. Prof. Khurshid read the oath that is administerd to the Members of this House, and also probably to the Attorney-General but I want to say one thing with very great respect, tremendous respect, Sir, that as much as I am bound by the

constitutional provision, you are also bound by the constitutional provision. You have taken oath, Sir, if you permit me to say with all respect and humility, to protect the Constitution and I, Sir, urge upon you to protect the Constitution as it stands.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Honourable Law Minister.

Syed Iftikhar Husain Gilani : Mr. Chairman, Sir, thank you. Very brilliant move indeed because after having moved the privilege motion the honourable Members and the mover supported what was said to which an exception has been taken that the privilege of Senate has been breached because the person of Attorney-General has been criticised and from the first word the learned honourable mover also totally agreed with what has been said. So, technically it does not fall within the purview of a privilege motion......

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ، اٹارنی جنرل کی ذات پر کوئی تنقید نہیں کی گئی اس کے منصب پر یہ بات کہی گئی ہے کہ آیا اس عمر کے اندر وہ اس منصب پر قائم رہ سکتے ہیں یا نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے شکریہ قاضی صاحب۔

سید افتخار حسین گیلانی : میں نے جناب یہ نہیں کہا ، میں نے یہ کہا کہ تحریک استحقاق اس لئے پیش ہوتی ہے کہ یہ بات جو غلط کہی گئی ہے یہ بڑی زیادتی ہوئی ہے ، یہ بڑی غلط بات ہے اور ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے یہ ہوتی ہے تحریک استحقاق ، یہاں شروع ہوتے ہی کہا یہ گیا کہ نہیں یہ صحیح ہے کیوں کہ اس کو ہولڈ نہیں کرنا چاہیئے جو آرٹیکلز پڑھے گئے ان کی interpretation کے متعلق تو میری پہلی submission یہ ہے کہ .....

This is not a privilege motion because in a privilege motion they say that privilege has been breached. Right, if a privilege has been breached we say we will ask that person to say sorry but they say, no it is not a privilege, privilege has not been breached, what he says is correct.

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

Now interpreting the Constitutional Articles Mr. Chairman, Sir, I will just give a simple illustration instead of going into details. That we have lots of tribunals in this country. We have lots of semi-judicial courts in this country which say that they shall constitute a person appointed shall be either a High Court Judge or a person qualified to be a High Court Judge or a person who has remained a High Court Judge. So, wherever the word 'qualified' has been used the upper age limit does not come in. That is, the normal interpretation, of course, subject to correction, I am not as learned as most honourable Members in this House are, but I am just giving you lots of illustrations and I can quote at least half a dozen appointments even today held by High Court Judges who have crossed the ages of superannuation under the Constitution which is 62 years in the case of a High Court Judge and 65 years in the case of a Supreme Court Judge. They have crossed those ages but they are still there and their appointment qualifications was 'if thay are qualified to be appointed as a High Court Judge'. So, the upper age limit does not come in. However, without going into that intricate legal interpretations before this honourable House, as I said I have two submissions for non-admissibility :

(a) That the mover himself does not consider it a breach of privilege. In fact, he says now he (referring to the Attorney-General) is a stranger, he should not come in. So, this matter could be brought before this honourable House in proper form, not as a privilege motion.

(b) That this entails a constitutional interpretation. The Government has not taken any notice of such statements because these statements are generally made and does not matter if somebody makes a statement that is his privilege but there are superior courts because the learned Member who spoke at the end and I am grateful to him when he said that we should abide by the Constitution and the law; and I am sure the worthy Chairman has always considered himself. subservient to the Constitution, so let the constitutional interpretation be made by courts which we have. I do not again have a cavil with the proposition that we cannot. We can but let the judiciary do it because we have a judiciary — a very independent judiciary — a judiciary which has always acquitted itself most honourably in such situations; and if any one has a grievance, if any one has a doubt he can approach the Supreme Court for the interpretation of these Articles.

So, therefore, this is not a privilege motion, as I said. Right in the beginning the mover said, quoting articles, that he is not qualified to be sitting here. I believe this privilege motion as such even on this very important technicality is not to be admitted. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Mr. Salim Saifullah Khan.

Mr. Salim Saifullah Khan: I am not a legal expert like the honourable Minister but I hope I have a little bit of common sense. I fail to understand, or at least the Minister is not getting through to me, how in my statement I have said it is not a

breach of privilege. If the honourable Minister goes through the privilege motion, I am sure he has got a printed copy of the privilege motion that I have moved. It very clearly says that the privilege ot the Members and the Senate has been breached. Sir, it is very simple. It does not need any interpretation. I think the Constitution for whatever reasons, I do not want to go into that, I am sure, the forefathers of the Constitution had certain reasons for putting in these different Articles. Now, these Articles, if I understand English correctly, say very clearly that the Attorney-General shall meet the qualifications of a Judge of the Supreme Court and unless the honourable Minister gives me an example of an honourable judge who is over sixty five and continues to be a judge of the Supreme Court I shall be willing to withdraw my privilege motion but if he cannot and if he does not deny the fact that the person in question is over sixty five either he should make a statement on the floor of this House that the is below sixty five and in that case I will be willing to withdraw my privilege motion but if he is not willing to do that and I think just by saying that I, in my initial statement, have not really moved a privilege motion, I am sorry Sir, I do not agree and I hope that the Government which claims to be a champion of democracy would like to uphold the Constitution. We hear our honourable Minister all the time emphasising this thing, we have all taken solemn oath so I would insist Sir, that this does meet all the requirements and it should be admitted.

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! گیلانی صاحب اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

Syed Iftikhar Hussain Gilani : Mr. Chairman Sir, let me remind the honourable Member that even under this Constitution a Judge of the Supreme Court can continue for further three years and I will give a name — Justice Mian Burhan-ud-Din continued till the age of sixty eight as a Judge of the Supreme Court recently retired but that is again just in reply to the learned Member's query that yes there was a Justice who continued beyond the age of sixty five. But as I said it is not a privilege motion, I don't know why I have not been able to put it across. On the one hand it is alleged that our privilege has been breached, something incorrect has been said that is how privilege is breached. We claim that our privilege is breached because what is alleged is not correct, is not good. Now, here it is being said what is said is good, is correct. Now, how is privilege breached then. If we agree with the allegation that he cannot continue as an Attornay-General then how is a priviiege breached. It is very simple matter if I agree.

میں جب مانتا ہوں کہ جناب یہ جو بات کہتا ہے بڑی اچھی بات اس نے کہی ہے تو میں کیسے کہتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ استحقاق مجروح ہونے

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

کے لیئے بڑے مواقع آئیں گے یہ موقع نہیں ہے اس میں جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ بات پسند ہے .....

جناب ڈپٹی چیئرمین : عوام کی طرف سے یا آپ کی طرف سے

سید افتخار حسین گیلانی : عوام کی طرف سے ہماری طرف سے نہیں ۔ میں تو خود اس ہاؤس کا ممبر ہوں ۔ میرا بھی استحقاق مجروح ہوگا ان سے زیادہ ہوگا لیکن انشاءاللہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اس لیئے میں کہہ رہا ہوں کہ اس پر استحقاق مجروح نہیں ہوا کیونکہ وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ بات ہونی چاہیئے تو استحقاق کم از کم نہیں مجروح ہوا اس لیئے میں کہہ رہا تھا کہ جناب یہ پریویلیج موشن نہیں بنتی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! جی پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : پورے ادب سے دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں پہلی یہ ہے کہ محترم وزیر قانون و عدل کا موقف یہ ہے کہ کسی بات کے کہے جانے پر استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ میرے خیال میں وہ اس کو غیر فطری انداز میں محدود کر رہے ہیں استحقاق مجروح ہو سکتا ہے کسی بات کے کہے جانے سے یا کسی اقدام سے کسی کام سے کسی ایکشن سے ۔ یعنی by words and action both اور آپ چاہے دستور کو دیکھیں یا رولز کو دیکھیں ۔ اس کا دائرہ وسیع ہے وہ صرف قول تک محدود نہیں ہے بلکہ ایکشن بھی اس

ہیں شامل ہیں اور یہاں ایک ایکشن ہے جس کی بنا پر استحقاق مجروح ہوا ہے۔

دوسری بات انہوں نے ٹربیونل کے بارے میں کہی تو اس کے سلسلے میں جہاں تک میری معلومات ہیں یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص کو جس وقت ایک ٹربیونل کا رکن مقرر کیا گیا ہو اس وقت اس کی عمر اس فریم ورک میں آرہی ہو جو ہائیکورٹ کے جج کے لیئے ہے اس طرح اس کی appointment-valid ہوگی البتہ چونکہ ٹربیونل کے لیئے ریٹائرمنٹ کی عمر مقرر نہیں ہے اس لیئے وہ جاری رکھ سکتا ہے یہاں صورت حال یہ ہے کہ اٹارنی جنرل کی appointment ایک ایسے وقت ہوتی ہے جب کہ متعلقہ شخص اس عمر کی حد سے گزر چکا ہے تو ab initio appointment جو ہے وہ valid نہیں اور اسی بنا پر چونکہ وہ اس ہاؤس کا ممبر بن جاتا ہے اس لیئے اس ایکشن کی بنا پر پریویلیج violate ہو رہا ہے اور بھی arguments ہیں جیسے انہوں نے touch نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! میرے خیال میں یحیٰی بختیار صاحب اس ہاؤس میں آسکتے ہیں ان کو یہاں بیٹھنے کا حق ہے اس لیئے میں چاہوں گا کہ یحیٰی بختیار صاحب خود بھی اگر اس ہاؤس میں موجود ہوں اور اس کے بارے میں خود بھی وضاحت کریں تاکہ ہماری مزید رہنمائی ہو سکے اس کے بعد پھر ruling دیں گے۔ اس کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔

Mr. Salim Saifullah Khan : He is a stranger in the House, Sir.

Mr. Deputy Chairman : No, he is not a stranger.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman : Shaikh Sahib, I am sorry. By virtue of his post he can be present here. He has got a reserved seat in this House. I think he can represent and defend himself. Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں ایک وضاحت چاہوں گا اس کی تو متنازعہ فیہ حیثیت ہے اور جو شخص اس وقت متنازعہ فیہ ہے اور اس کے متعلق جب تک فیصلہ نہیں جاتا واقعتاً وہ اٹارنی جنرل بننے یا رہنے کا مستحق ہے یا نہیں تو اس متنازعہ فیہ شخص کو آپ یہاں آنے کے لیئے کیسے کہہ سکتے ہیں باہر تو جا کر وہ اپنا دفاع کرے ......

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب یہ تو مسلمہ حقیقت ہے شریعت میں بھی قانون میں بھی جو متنازعہ فیہ شخص ہوتا ہے اس کو بھی اپنے دفاع کے لیئے موقع دیا جاتا ہے اس کی رائے کو بھی سنا جاتا ہے لہذا اٹارنی جنرل صاحب کی رائے سنیں گے اور اس کے بعد پھر فیصلہ دیں گے ۔

I deferred this to the next rota day.

قاضی عبداللطیف : جھگڑا اسی کا ہے کہ وہ اس ایوان میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ خطاب کر سکتا ہے یا نہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں آپ کی رائے کا بڑا احترام کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اچھا راستہ نکالا ہے لیکن اس درخواست کے ساتھ کہ اگلے روٹا ڈے پر اٹارنی جنرل صاحب یہاں آئیں ہی نہ ارادتاً ۔

Mr. Deputy Chairman : Honourable Minister for Justice please.

یحییٰ بختیار صاحب کو request کریں کہ وہ اگلے روٹا ڈے پر آکر ہاؤس میں اپنا دفاع کریں ۔ دو تین دن جیسے بھی آپ مناسب سمجھیں ۔

سید افتخار حسین گیلانی : ٹھیک ہے We will convey this to him.

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں ان سے کہیں convey کہ وہ آکر اپنی پوزیشن clear کریں ۔

Syed Iftikhar Hussain Gilani : O.K. We will tell him.

(ii) *Re :* FAILURE OF GOVT. IN TAKING ¼TH MINISTERS FROM THE SENATE

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much. Next. Dr. Noor Jehan Panezai Sahiba.

ڈاکٹر نور جہاں پانزئی : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! میں تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں کہ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے آئینی کابینہ کی توسیع کی اور اس میں ۸ وفاقی وزراء اور ۱۱ وزرائے مملکت لیے گئے لیکن سینیٹ کے ساتھ امتیازی سلوک برتا گیا اور ایک بھی وزیر سینیٹ کے ممبران میں سے نہیں لیا گیا لہذا اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

Mr. Deputy Chairman : Is it being opposed ?

سید افتخار حسین گیلانی : ڈاکٹر صاحبہ حکم کریں شام تک ہم ان کی swear in کروا دیتے ہیں ۔ ابھی حکم کریں ۔ یہ حکم کریں جی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کیوں ڈاکٹر صاحبہ کیا خیال ہے ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانزئی : جناب چیئرمین ! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ الیکشن کے بعد جس ممبر نے سب سے پہلے پیپلز پارٹی میں شامل ہونے کا اعلان کیا وہ ہمارے ہی ممبر تھے اور اس نے تین چار مہینے میں گورنمنٹ کو پوری طرح defend کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے تو اس کو ignore کر دیا ہے باقیوں کو کیا لینا ہے

(قہقہے)

Mr. Deputy Chairman : Iftikhar Gilani Sahib, is it being opposed ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Opposed, Sir.

Mr. Deputy Chairman : This is being opposed. **Dr. Sahiba,** would you like to say something.

ڈاکٹر نور جہاں پانزئی : جناب چیئرمین صاحب عموماً حکومت میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور کابینہ میں وقتاً فوقتاً صرف ردو بدل ہی نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو دیکھا جاتا ہے کہ اس میں تجربہ کار ممبران کی شمولیت کی جائے لیکن عام طور پر کابینہ کو expand کرتے وقت تناسب کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور افسوس کی بات ہے کہ یہاں کابینہ میں ایک پوری فوج بھرتی کر دی گئی ہے ۔ اور یقیناً اگر سارے منسٹروں کو سینیٹ میں بیٹھنا پڑا تو ان کو اپنے گھروں سے کرسیاں یہاں لانی پڑیں گی کیونکہ یہاں تو گنجائش نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب گنجائش کافی ہے ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانزئی : مجھے ایک بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے سینیٹ میں جن ممبران کا تعلق حکومتی پارٹی سے ہے ان کو بھی ignore

کیا گیا ہے حالانکہ ۱۶ ، نومبر کے الیکشن کے بعد یہاں تو سب سے پہلے پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا وہ ہمارے سینٹ کے ایک ممبر نے کیا تھا اور اس نے ان تین چار مہینے میں گورنمنٹ کی خوشامد حاصل کرنے کے لیئے انتھک کوشش کی ہے کم از کم اس کو ہی فل منسٹر بنا دیتے تو اس ایوان کی کچھ حوصلہ افزائی ہو جاتی یا رولنگ پارٹی جو دعویٰ کرتی ہے کہ ہمارے پاس ۲۵ ممبر ہیں ہمیں نہ بتاتے لیکن ان میں سے ایک دو لے لیتے تب بھی ہماری کچھ حوصلہ افزائی ہو جاتی سینٹ کے ساتھ اس امتیازی سلوک سے یقیناً اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور چیئرمین صاحب میں آپ سے request کرتی ہوں کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین صاحب ڈاکٹر صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں میں یہ عرض کروں گا اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں ... کسی وقت جب "پاکستان ٹائمز" پاکستان ٹائمز" تھا تو اس میں ایک آرٹیکل چھپا تھا۔

Un-to us and un-to our wives.

کچھ اس وقت خطابات دیئے گئے تھے ، کچھ وزیروں نے خود بھی لیئے تھے اور اپنی بیگمات کو بھی دیئے تھے ، تو یہ کابینہ تو جناب

Un-to us and un-to our wives. والی ہے

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman : Please avoid cross talking in the House.

Akhunzada Behrawar Saeed : Unto us and unto our mothers or unto us and unto different doctors.

جناب اتنی بڑی بھرتی کی جاتی ہے. اور خزانہ خالی ہے ، اتنے لوگ جب آئیں گے تو کیا ان کو کچھ دیتے نہیں ہیں اگر نہیں دیتے تو پھر شاید ان کی تنخواہوں کو خزانے میں جمع کرادیں گے لیکن یہ ہے کہ سینٹ کو اس کا ایک چوتھائی حق ضرور ملنا چاہیئے ، اور اگر اس طرح ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے ، جس کی میں نے کئی بار تردید کی ہے جو شخص بار بار کہتا ہے کہ ان کے ساتھ پچیس سینٹ کے ممبر شامل ہیں ، وہ پچیس میں سے پانچ تو پیش کریں لیکن اگر ان کے پاس پچیس ہیں تو ان میں سے کسی پر تو نوازش کریں ۔ اگر کوئی نہیں ہیں تو خان بہادر خان تو ہیں ۔

جناب میں عرض کر رہا تھا کہ یہ سینیٹ کے حقوق کی حق تلفی ہے ، جہاں اتنی بڑی بھرتی کی گئی ہے وہاں تین چار اور بھرتی کر لئے جائیں تو کوئی خاص حرج نہیں ہوگا ۔ خزانہ ہے بھی خالی ... میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : May I say something ?

Mr. Deputy Chairman : Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, we must take an independent and constitutional view according to law. I feel that the Constitution merely mentions that the number shall not exceed 1/4th. There is no minimum prescribed number that must be taken from the Senate. In view of this, I think Sir, there has been no breach of privilege.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Tariq Raheem Sahib.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Mr. Chairman, I am going to refer to Article 92 of the Constitution which provides the provision for Federal Ministers and Ministers of State if I may read it :—

92. " (1) Subject to clauses (7) and (8) of Article 91, the President shall appoint Federal Ministers and Ministers of State from amongst the members of Majlis-e-Shoora (Parliament) on the advice of the Prime Minister :

Now, that is the enabling provision. Now this is where the proviso comes in ;

Provided that the number of Federal Ministers and Ministers of State who are members of the Senate shall not at any time exceed one-fourth of the number of Federal Ministers."

Now, there is a restriction really on the number of people who can be taken as Federal Ministers or Ministers of State from the Senate and that should not exceed 1/4th of the total. There is no provision which says that 1/4th should be taken. It is the other way round that not more than 1/4th have to be there. But I would like to say that there has been no violation of any provision of the Constitution and I may also state here that we have three Members of this illustrious House as our colleagues *i.e.*, the Federal Minsister for Law, the Federal Minister for Foreign Affairs and the Minister of State Mr. Javed Jabbar, they all represent very ably and serving not only the country but also are a credit to this honourable House.

Mr. Deputy Chairman : Of course, they do represent ably but you did not consider them to be able, you know. You did not promote him (Mr. Javed Jabbar) to a full Minister.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : But I think he has advised me to say that he is prepared to serve in any capacity and the capacity in which he is serving, I think, he is doing a very great job. So, I would say that this privilege motion does not arise and it may be ruled out.

<u>ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی</u> : میں نے جاوید جبار صاحب کے لیئے کیس لڑا تھا، وہ ہے کار گیا، اس لیئے اب وہ سٹیٹ منسٹری کو بھی چھوڑ دیں اور ادھر آجائیں. میں وزیر مملکت کی اس سٹیٹمینٹ کے بعد اپنی تحریک پر زور دوں گی کہ ایک چوتھائی سینٹ سے ہونے چاہیئں. میں اپنی موشن کو پریس کرتی ہوں.

Mr. Deputy Chairman : I will refer to the decision already made by the Chair—'The Decisions of the Chair' at Page 145 and keeping the explanations given in the clause (1) of Article 92, there is a maximum of 1/4th of the Members can be taken

[Mr. Deputy Chairman]

from the Senate. They will not exceed 1/4th but there is no minimum binding on the government. I, therefore, rule this motion out of order.

Next Adjournment Motions

قاضی عبداللطیف صاحب کے نام پر تحریک التوا ہے - یہ move ہو چکی تھی،

I think, Sahibzada Sahib, you have to make a statement.

قاضی صاحب اس پر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں - (صاحبزادہ لیعقوب خان) آپ نے اس کو oppose کیا تھا۔

صاحبزادہ لیعقوب خان : جی ہاں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ اس پر سٹیٹمنٹ دیں گے۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Point of order. If it is possible for the Chair kindly provide me a copy of the motion to read at a glance. At least I don't have any recollection.

Mr. Deputy Chairman: Shaikh Sahib, we will provide you a copy. I think it will consume a lot of time. It will also become a precedent that the Secretariat will provide a copy.

بہر حال شیخ صاحب کو نقل فراہم کی جائے

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) SUPPLY OF SECRET AND SENSITIVE INFORMATION TO THE INDIAN EMBASSY

قاضی عبداللطیف : جناب والا! یہ تحریک التواء اس معاملہ سے متعلق ہے کہ ہماری وزارتِ خارجہ کے ایک اسسٹنٹ کو گرفتار کیا گیا تھا جو ایک غیر ملکی کو اپنے محکمہ کی خصوصی دستاویزات دے رہا تھا میں سمجھتا ہوں کہ ملک کو کھوکھلا کرنے والے یہی لوگ ہیں کہ جو حساس محکموں میں گھسے ہوئے ہیں اور ہمارے راز ہمارے دشمنوں تک پہنچاتے ہیں۔ ان کی گرفتاری کے بعد مزید کچھ نہیں بتایا گیا۔ یہ تو کہا گیا ہے کہ وہ بھارتی نہیں تھا جس کو کاغذات دیئے جارہے تھے۔ لیکن یہ نہیں

بتایا گیا کہ واقعتاً اس سے یہ جرم ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ ہمارا اس
بات سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ کاغذات کس کو دیئے جا رہے تھے،
ہمارا تعلق اس بات سے ہے کہ رازوں کا افشاء ہوا ہے۔ اور وہ خفیہ
دستاویزات جو حکومت کے لیئے انتہائی حساس ہوتی ہیں، ان کا افشاں
کیا جانا، یہ ایک انتہائی سنگین جرم ہے اور اگر واقعتاً یہ واقعہ سرزد
ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو بحث کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ صاحبزادہ یعقوب صاحب۔

Sahibzada Yaqub Khan : Thank you Sir. I am fully conscious of the sensitivity of this issue, its gravity and also of the natural concern of the Senator and in putting forward this motion, he is reflecting the anxiety that is perfectly understandable. A similar adjournment motion was held inadmissible by the Chairman of the Senate during the 19th Session on the ground that the subject of the adjournment was subjudice and under investigation. Since this case is still under investigation and very serious investigation is being carried out by our security agencies. It continues to be of a sensitive nature and therefore, it would not be in the public interest to comment on such an issue which has security implications for the country. I might mention that no Indian diplomat was involved but I think the Senate is quite right in saying that this does not reduce by any manner the seriousness of the offence and it will be investigated into deeply not only to ensure that those concerned and found guilty would be punished but also as a corrective action to prevent recurrence and to carry out administrative measures to see to it that events of this nature do not occur. Under Rule 75(m) of the Rules of Procedure, I would therefore, request that the honourable Member should not press his motion.

Dr. Bisharat Elahi : Point of order Mr. Chairman. The honourable Foreign Minister has on the one hand said that the matter is still under investigation and on the other hand has hastened to confess or say that no Indian diplomat or no Indian is involved in this matter. Apparently when the matter is still under investigation, I think this conclusion is rather premature.

Sahibzada Yaqub Khan : By investigation it is clear that no Indian diplomat was involved in the incident.

Prof. Khurshid Ahmed : Point of order. Would the honourable Minister kindly differentiate between what is subjudice and what is under investigation by federal agencies ?

Sahabzada Yaqub Khan : The preliminary investigation established the area in which the agencies concerned would go into depth to find out of the degree of involvement as far as our own agencies are concerned. The preliminary investigation dwelt on whether and which external sources were involved and indicated that no Indian diplomat was involved and the matter that is being investigated is the degree of involvement within the government itself.

Mr. Deputy Chairman : Thank you.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, my question was very simple. Let us know what is subjudice ? Under the rules if the case is subjudice then it cannot be taken into consideration, but if it is under investigation, it is a very different matter. The argument of the Foreign Minister was that the case is subjudice but what he is saying is that it is being investigated by federal agencies, the two are very different. So, I want to be guided on this issue whether it is subjudice or it is under investigation by the federal agencies ?

Sahabzada Yaqub Khan : Sir, the fine distinction between subjudice and under investigation, the legal action would only be sought after the investigation has been completed but the investigation itself is of such a sensitive nature that the discussion of the investigation at this stage would not be in the interest of the State. This is the main point.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : It is not subjudice.

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, when the man was arrested, the remand must have been taken, therefore, the matter is subjudice. In the meanwhile during the period of remand, the investigations are taking place.

Sahabzada Yaqub Khan : Sir, 75(m) says "Shall not raise a discussion on a matter which in its nature is secret or sensitive." The matter is secret and sensitive and therefore, under 75(m) I could have used this technical thing to being with but I avoid resorting to the technical objections in order not to give the inpression that we are dismissing matters off hand which are of concern to the honourable Memberrs.

Mr. Deputy Chairman : Mr. Behrawar Saeed.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : Sir, India is not involved, it is no more a secret, and no more sensitive issue and the Foreign Minister may be pleased Sir, to inform the House.

Mr. Deputy Chairman : Thank you Mr. Behrawar Saeed. There can be so many other agencies involved, so many other countries involved, it is not India alone who opposes us. So, I agree to the statement of Sahabzada Sahib.

Dr. Sher Afghan, are you on point of order ?

Dr. Sher Afghan : Mr. Chairman, Sir, not only that which prevents its admissibility but there is another sub-rule of Rule 75, which is (1) "it shall not relate to a matter pending before any court (this is first part of it) or other authority performing judicial or quasi-judicial functions."

It does not mean that it must be in the court. It is on the way in inquiry so it is not admissible.

Mr. Deputy Chairman : Thank you.

Please maintain the decorum of the House especially the Ministers are requested not to be involved in the cross talks.

جی قاضی صاحب ، صاحبزادہ صاحب کے فرمانے کے بعد کیا آپ کچھ فرمائیں گے ۔

قاضی عبداللطیف : کیا ہمارے قابل احترام وزیر صاحب یہ بتلانا پسند فرمائیں گے کہ وہ بھارتی نہیں تھا تو کون تھا کہ جس کو یہ کاغذات دیئے گئے تھے یہ تو شاید راز کی بات نہ ہو ۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی ایک واقعہ ایسا ہوا تھا جس کو خلاف ضابطہ قرار دے کر مسترد کر دیا گیا تھا میں یہ دریافت کرنے کی جسارت کروں گا کہ کیا وہ یہ بتلانا پسند فرمائیں گے کہ اس کا نتیجہ پھر کیا ہوا اور اس کیس میں کس کو سزا دی گئی یا وہ بری ہو گیا تھا یا اس سلسلے میں وہ ہمیں کتنے عرصے میں نتیجے سے آگاہ کر سکیں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کون سے کیس کی بات کر رہے ہیں ۔ قاضی صاحب ۔

قاضی عبداللطیف : انہوں نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی ایک ایسا کیس ہو چکا ہے .....

صاحبزادہ یعقوب خان : اور نہیں یہی کیس تھا ....

قاضی عبداللطیف : اسی کیس میں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ہاں اسی کیس میں ۔ قاضی صاحب ! انہوں نے فرمایا یہ ہے کہ کم از کم شروع کی جو انکوائری ہے اس میں انڈین ڈپلومیٹ involve نہیں ہے ۔ لیکن اس کیس میں ابھی شک موجود ہے اور اس کی انکوائری ہو رہی ہے جونہی انکوائری مکمل ہو گی تو صاحبزادہ صاحب نے یہی فرمایا کہ آپ کو مطلع کیا جائیگا ۔ اور اس وقت اگر یہ ساری باتیں ہاؤس کے اندر disclose کردیں تو انکوائری کو یہ بات subjudice کرسکتی ہے اس کے اثرات اس پر پڑ سکتے ہیں ۔

قاضی عبداللطیف : کیا اس کے نتائج سے ہمیں آگاہ کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی صاحبزادہ صاحب نتائج سے آگاہ کریں گے ؟

Shabzada Yaqub Khan : When the inquiry would be completed I shall make a statement in the House.

جناب ڈپٹی چیئرمین : فرما رہے ہیں کہ جب تفتیش مکمل ہو گی تو وہ ہاؤس میں ایک Statement دیں گے ۔

قاضی عبداللطیف : مزید میں اس پر زور نہیں دینا چاہتا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ۔

قاضی عبداللطیف : ایک وضاحت میں آپ سے چاہوں گا ۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے قابل احترام ساتھی ہیں ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں ۔ ان کی پارٹی کے سربراہوں نے آج اعلان کیا ہے کہ ہم اسے آج پارٹی سے نکال رہے ہیں کیا اس کے باوجود بھی وہ یہاں بحث میں حصہ لے سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی یہ ان کا آپس کا معاملہ ہے اسے ہم یہاں ہاؤس میں discuss نہیں کر سکتے next motion طارق چوہدری صاحب - ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۵ deferred پروفیسر خورشید صاحب -

(ii) *Re* : RECRUITMENT IN THE CUSTOMS OFFICE DESPITE IMPOSITION OF BAN ON EMPLOYMENT

پروفیسر خورشید احمد : وزیراعظم سیکریٹریٹ کی طرف سے وفاقی اداروں میں ملازمتوں پر پابندی ، اور پھر اسی سیکریٹریٹ کے احکام کے نتیجے میں کسٹم میں مخصوص لوگوں کی بھرتی سے پہلے سے موجود بیروزگار امیدواروں میں سخت بے چینی پھیل گئی ہے اور وہ ٹیسٹ اور انٹرویوز کے مرحلوں سے گزرنے کے بعد جب کال لیٹرز ملنے کے امیدوار تھے تو یہ صورت حال پیدا ہو گئی اور اب بالا بالا کچھ افراد کو نہ صرف ملازمتیں دے دی گئی ہیں بلکہ آئین ، سروسز قوانین کے تحت نہیں چار ماہ تک regularize کرنے کے لیئے بھی احکامات جاری کئے گئے ہیں اس لیئے اس قومی اہمیت کے مسئلے پر جس کا تعلق مرکزی حکومت کی پالیسی سے ہے سینٹ میں فوری طور پر بحث کی جائے -

Mr. Deputy Chairman : Is it being opposed ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Sir, It is opposed. But I would like to have......

Mr. Deputy Chairman : No. If it is being opposed, then the mover has to make his case first and then afterwards you can say something.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : I would like to have a little time on this. We would like to have a proper briefing from the Establishment Division on this issue

[Khawaja Ahmed Tariq Raheem]

because I think you will like to take the House into confidence. So, I will request the learned member that it may be taken up day after or tomorrow.

Prof. Khurshid Ahmed : We will cooperate.

Mr. Deputy Chairman : When will you take it up ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Sir, a day after, we can take it up.

Mr. Deputy Chairman : Next rota day.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Next rota day.

Mr. Deputy Chairman : Right. Deferred to the next rota day. Dr. Sher Afghan on a point of order.

Dr. Sher Afghan Khan Niazi : May I inform this honourable House that a similar motion was debated in this very session of the National Assembly and that privilege motion which was brought in connection with it was ruled out of order. I will request to collect the information from the Secretariat of the National Assembly.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. But you know Dr. Sahib that the Minister concerned has stated that he would give a statement.
بس ہوگیا معاملہ طے

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر کے کیا معنی ہیں۔ لیکن اس کے بر عکس وہ تقریر کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب پروفیسر صاحب وہ مسئلہ طے ہوگیا۔ جناب طارق رحیم صاحب نے کہا ہے کہ وہ ہاؤس میں ایک statement دیں گے۔ شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب نئے نئے ہیں اگر اس ہاؤس اور اُس ہاؤس کی کارروائی میں کچھ فرق ہے تو آپ لوگ ڈاکٹر صاحب کو accommodate کریں۔ پروفیسر صاحب

Dr. Sher Afghan Khan Niazi : Mr. Chairman, Sir, I will humbly submit that I am a new comer, no doubt, but I was believing in this that this House might be obeying law and Constitution within its four walls.

Mr. Deputy Chairman : It has been doing that and it has been observing it.

(Interruptions)

Prof. Khurshid Ahmed : Dr. Sher Afghan must withdraw these words.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman : He did not say any thing wrong.

Akhunzada Behrawar Saeed : He must apologize, Sir. This is a clear cut aspersion.

(interruptions)

Mr. Deputy Chairman : Please one man at a time.

(interruptions)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے کیا فرمایا۔

Akhunzada Behrawar Saeed : No, Sir, he should withdraw these rewards.

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ پہلے اُن کو سن تو لیں اہنوں نے کیا کہا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے کیا فرمایا ہے۔

(interruptions)

Mr. Salim Saifullah Khan : Mr. Chairman, he may be asked to withdraw his words. He is no one to pass judgement on us. Who is he ?

Mr. Deputy Chairman : We will ask him to repeat his words. If there is any thing objectionable we will take notice of it.

(interruptions)

Dr. Sher Afghan Khan Niazi : Mr. Chairman, Sir, I am sorry, if the thing has gone back by which they have been hurt but I did not say it with *malafide*. That was *bonafide*. I did regard this honourable august House as the bigger part of our parliament. I did not mean that they are disobeying the Constitution and they are not following the rules or law but the conventions which are here I did not know. I am sorry for that, if anybody has felt offended.

Mr. Deputy Chairman : Thank you, it is over.

[Mr. Deputy Chairman]

Next adjournment motion is in the name of Mr. Tariq Chaudhary — he is not present. So, Prof. Khurshid Sahib again — adjournment motion No. 9.

(iii) *Re* : DISCRETIONARY QUOTA OF P.M. REGARDING CDA PLOTS FROM 10% TO 40%

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق وفاقی ترقیاتی ادارہ اسلام آباد میں قرعہ اندازی کے مقابلے میں پلاٹوں کی الاٹمنٹوں کے سلسلے میں محترمہ وزیراعظم صاحبہ نے اپنا کوٹہ دس فیصد سے بڑھا کر چالیس فیصدی تک کر لیا ہے ۔ تاکہ اس سے خصوصی طور پر اراکین پارلیمنٹ کو accommodate کیا جا سکے۔ یہ صورت حال سخت تشویشناک ہے اور ایوان میں فوری طور پر زیر بحث لائی جانے کی مستحق ہے ۔ اس لیئے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے اس فوری مسئلے پر جسے ملکی اخبارات نے شائع کیا ہے فی الفور بحث کی جائے ۔

Mr. Deputy Chairman : Thanks. Is it being opposed ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : It is opposed, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! جی پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ میں اس قرارداد کو بڑے دکھ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ جو بھی حکومت برسر اقتدار آئے وہ دستور، قانون اور سیاسی آداب کا لحاظ کرے اچھی روایات قائم کرے تاکہ آنے والوں کے لیئے بھی کچھ روشن مثال چھوڑ کر جائے

اور ملک جن حالات سے گزر رہا ہے ان میں ہم قوم کے سامنے بھی بہتر مثال پیش کر سکیں ۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ اس ایوان میں میں نے یہ بات بار بار اٹھائی ہے کہ یہ بڑی ہی غلط روایت ہے کہ پارلیمنٹ کے اراکین کو اسلام آباد میں پلاٹ الاٹ کئے جاتے ہیں۔ خواہ یہ کام ۱۹۷۰ء کی حکومت نے کیا ہو خواہ یہ کام ۱۹۸۵ء والی حکومت نے کیا ہو یا یہ کام آج کی حکومت کرے ۔ میری نگاہ میں جو بھی اس کے کرنے کا مرتکب ہوا ہے اس نے ایک غلط اقدام کیا ہے ایک بری مثال قائم کی ہے ۔ ہم ملک کے خادم ہیں قوم کے خادم ہیں ۔ پارلیمنٹ کے اراکین کا کوئی استحقاق نہیں ہے کہ دارالخلافے میں ان کو پلاٹس ملیں یہ بڑی بری روایت ہے جس نے بھی قائم کی اور آپ سب کو معلوم ہے کہ کس طرح یہ political corruption کا ذریعہ بنی ہے ۔

جناب والا! پچھلے ایوان میں ہم نے اس مسئلے کو بار بار اٹھایا اور تنقید کی ۔ دنیا کے دوسرے ممالک کو آپ دیکھیئے تو وہاں پر یہ کیا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ کے اراکین کے لیئے مستقل فلیٹس بنے ہوئے ہیں تاکہ اگر وہ دارالخلافے میں ٹھہرنا چاہیں تو انہیں اس زمانے میں قیام کی سہولت ملے ۔ اسی لیئے ہم نے یہاں ایم این ایز ہوسٹل بنائے ہیں یہ ناکافی ہیں ۔ فیمیلز کی بھی ضرورت ہو تو فلیٹس بنا دیجیئے ۔ ہندوستان میں قاعدہ یہی ہے کہ دہلی میں پارلیمینٹری فلیٹس بنے ہوئے ہیں ایک شخص جب پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہوتا ہے تو اسے ایک فلیٹ الاٹ ہو جاتا ہے اور جب وہ وہاں سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے تاکہ اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس میں آئندہ ممبرز آ جائیں ۔ یہی بات میں نے برازیل کے اندر دیکھی میکسیکو کے اندر دیکھی لیکن یہاں اراکین کو پلاٹ الاٹ کر دیئے جاتے ہیں جنہیں زیادہ تر وہ بیچ دیتے ہیں یعنی minimum prices پر لیئے جاتے ہیں، reduced prices پر لیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر بازار کی قیمت پر بیچ دیتے ہیں۔ تو جناب والا! یہ سیاسی کرپشن کا ایک ذریعہ ہے ۔ خبر جو شائع ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے دس فیصدی کوٹہ الاٹمنٹ وزیراعظم کی discretion پر تھا اور سابق وزیراعظم جناب جونیجو نے اسے اپنے استحقاق کے لیئے استعمال کیا ۔ اس کے بعد پھر غلام اسحاق خان صاحب نے ۲۹ اگست ۸۸ کے بعد اس استحقاق کو ختم کر دیا اور میں ان کے اس اقدام کی تعریف کرتا ہوں کہ یہ کوٹا لازماً ختم ہونا چاہیئے ۔ لیکن تازہ اطلاع یہ ہے اب اس کوٹے کو بڑھا کر چالیس فیصدی کر دیا گیا ہے اور نئے سیکٹرز میں جو پلاٹ الاٹ کیئے جائیں گے ان میں سے ایک بڑی تعداد مخصوص کر لی گئی ہے کہ وزیراعظم اپنی discretion پر جس کو چاہیں دیں گی ۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو ملک کی پالیسی سے متعلق ہے ۔ مرکزی حکومت کی پالیسی سے متعلق ہے جس کا تعلق ایک قومی مسئلے سے ہے جو ایک فوری ڈویلپمنٹ ہے ۔ تحریک التوا کے لیئے ٹیکنیکلی جتنی بھی وجوہ ہیں یعنی یہ بات کہ فوری ہو یہ بات کہ قومی اہمیت کی حامل ہو یہ بات کہ اطلاع کے آتے ہی اس کا نوٹس لیا گیا ہو یہ بات کہ وہ مرکزی حکومت کی پالیسی سے متعلقہ ہو اس کے دائرہ اختیار کے اندر ہو یہ ساری کی ساری چیزیں اس پر پوری اترتی ہیں۔ اس بنا پر میں چاہتا ہوں

کہ اس کے اوپر ایوان میں بحث ہو اور ہم پالیسی کو صحیح سمت میں متاثر کرنے کی خدمت انجام دے سکیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - جی طارق رحیم صاحب -

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : May I make a statement and perhaps after this the fears would be allayed.

Sir, may I submit here that as far as this question of discretionary quota is concerned, the entire matter is dealt with under the Land Disposal in Islamabad Regulation 1985 and section 51 of the CDA Ordinance, 1960. Initially there used to be a 10% discretionary quota which was available to the Chairman, CDA. It was felt by the then government that why should the Chairman have this discretionary quota available to him and in August, 1985, the then Prime Minister placed an embarge on the said discretionary quota of the Chairman, CDA. In 1987, however, the Prime Minister gave directions to CDA which he could give that in the new sector G-11 which was there at that time and opened in 1987, the discretionary quota of the Prime Minister would be to the extent 20%, 10% was for plots of 500 yards and above and 10% was for plots less than 500 yards. We are aware that this discretionary quota was used for the purposes of giving plots to various Members of the Senate and various Members of the National Assembly. I am not going into the point whether it was a good thing or a bad thing. It was the discretion of the Prime Minister and it was exercised. The matter was the subject matter of discussion in the Senate and in the National Assembly during those days. Presently there are two new sectors which are being opened. These are sector D-12 and E-12. What we have done, Sir, is that for large residential plots which are more than 200 sq. yards there has been a scheme framed whereby various quotas have been allocated. For instance for general public we have given 35%, for serving federal government employees 10%, overseas Pakistanis 5%, professionals 5%, serving defence personnel 5% and then we have kept a discretionary quota for the Prime Minister.

Mr. Deputy Chairman :– How much is that ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : 40%. We should not take it that this would be totally in the hands of the Prime Minister. I will explain subsequently and then perhaps the matter would be clear.

As regards the smaller residential plots which are 200 sq. yards and less again there is a formula and there the discretionary quota is 30% to 35% as far as the Prime Minister is concerned but at the same time rather than to leave this discretion solely in the hands of the Prime Minister as was done previously — that it was only the Prime Minister who in his or her wisdom could do, what we have done is that we have appointed a committee. Now the committee is being constituted which will have as

[Khawaja Ahmed Tariq Raheem]

its members perhaps the representatives. We have not yet nominated it, we have not yet selected it but a committee will be formed and they would recommend who are the persons who should get these particular plots and their recommendations will be sent to the Prime Minister. But let me assure the learned Member that we have no intention, the Prime Minister has no intention of giving these benefits or these bounties of the State to the Members of the National Assembly or to the Members of the Senate. Now, these discretionary quotas will be used with great care, the recommendations of the committee will be there. I am sure that the committee will be a very high powered committee and let me also assure that we are actively considering and it is in the final stages of constructing three hundred flats for Members of the Parliament on the lines as is the case in India and as has been suggested by the learned Member and the plans for the said construction are under-way. We have obtained the necessary piece of land and the moment this is finalized we will go ahead with it.

In addition what we have done now because there is a scarcity of residential accommodation for Members of the Parliament. We have earmarked the National Assembly Hostel and the hostel No. 1 and 2 we have taken away from the Ministry of Housing. We have exclusively reserved them for Members of the Parliament.

Mr. Deputy Chairman : No, I am sorry to say whether it is for Members of the National Assembly and the Senate.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : For both, Sir.

Mr. Deputy Chairman : Because you have increased the National Assembly rooms from 87 to 121 but Senate has got only 27 rooms.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Since I have nothing to do with that policy. We have continued the quota which the Senate had, as far as the National Assembly hostel is concerned. In fact if you would see the figures as far as the flats which are behind the Holiday Inn are concerned, majority of them are being occupied by the Members of the Senate and we will allow them to continue that way. Similarly we will give a very serious consideration of giving a proper quota to the Members of the Senate in two other hostels which we have acquired and we have asked the government servants to vacate them and if there is any problem on this issue we will welcome it and I will discuss this matter with you and the Chairman of the Committee.

Mr. Deputy Chairman : That is right because I am the Chairman for the House Committee and we have got some problems in this.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : We are very careful because we have the highest regard for the Members of the Senate but I want to assure the learned Member that there is no question of misuse of the discretionary quota that will not be there in the presence of this committee whose recommendations will be presented to the Prime Minister and the Prime Minister will accept those recommendations.

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ نے یہ فرمایا کہ ۴۰ فیصد کوٹہ جو ہے یہ Parliamentarians کے لیئے نہیں ہے۔

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : No quota is meant for the parliamentarians.

Mr. Hasan A. Shaikh : It is not for the parliamentarians but are they debarred from being allotted any plot by the Prime Minister ?

Mr. Deputy Chairman : It does not relate I think. Bangulzai Sahib.

میر حسین بخش بنگلزئی : محترم وزیر صاحب سے ایک معمولی وضاحت چاہیئے کہ ایم این اے ہوسٹل میں یا مختلف ہوسٹلوں کے اندر قومی اسمبلی کے ممبران کے لیئے وزیر اعظم صاحب نے کرائے کو گھٹا کر ۵۰ فیصد کیا ہے اس سلسلے میں میری اطلاعات یہ ہیں کہ وہ صرف قومی اسمبلی کے ممبر صاحبان کے لیئے ہے اور سینیٹ کے لیئے نہیں۔ اس کی میں ذرا وضاحت چاہوں گا۔

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : We have 133 rooms in the MNA Hostel out of which 27 are allocated for the Members of the Senate and let me assure the Members of this House that we have proposed the reduction of rates by one half and where it was 75 rupees we have proposed thirty seven and a half rupees. Once it is approved it will be applicable both to the Members of the National Assembly and the Senate.

Before I give the floor to Prof. Khurshid.

جناب ڈپٹی چیئرمین : ایک وضاحت تو میں بھی چاہوں گا کہ آپ نے کمروں کی تعداد قومی اسمبلی کے ممبران کے لیئے تو بڑھا دی ہے لیکن سینیٹرز کے لیئے وہی ۲۷ کمرے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں بڑی الجھن ہوتی ہے۔

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : We are prepared to sit with you, Sir.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Yes Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس پوری ڈسکشن کے لیئے بیحد ممنون ہیں لیکن میرا ذہن اس داستان کی طرف چلا گیا جسے قصہ حاتم طائی کہتے ہیں کہ جس میں ہوتا یہ تھا کہ حاتم بے چارہ کسی ایک مسئلے کو لیکر نکلتا تھا کہ اس کی مشکل کو حل کرا دے اور راستے میں کوئی اور اس کو روتا ہوا مل جاتا تھا اور پھر اس روتے ہوئے انسان کی صدا سننے کے بعد وہ اصل کو بھول جاتا تھا اور دوسرے کی تلاش میں نکل جاتا تھا تو جناب والا! وہی کچھ میری تحریک التوار کے ساتھ بھی ہوا ہے میری تحریک التوا کا اصل مقصد یہ تھا کہ یہ پالیسی کہ اسلام آباد میں کیپٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے زیرانتظام جو زمینیں ہیں ان کی الاٹمنٹ کے لیئے بجائے اس کے کہ عوام کی ضرورتیں یا قومی ترجیحات objectively معیار ہوں اور قانون کے تحت بیلٹ کی مدد سے جس کا حق بنے اسے وہ پلاٹ دیا جائے یہ راستہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ discretionary allotment اگر ۱۹۸۵ء میں ...... یہ بات آپ کی درست ہے کہ رولز کے تحت ۱۰ فیصدی چیئرمین کا اختیار تھا اور بالعموم وہ حکومت استعمال کرتی تھی ہم اس کے اوپر بھی معترض تھے لیکن اب اس دس فیصدی کو بڑھا کر کے ۴۰ فیصدی کر دیا گیا ہے جناب وزیر کے اس بیان سے میرے اس بیان کی تائید و توثیق ہو گئی اور سب سے پہلا fact (opinion نہیں) جو emerge ہوا وہ یہ کہ تبدیلی ہوئی ہے اور تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ ماضی میں جو discretionary quota دس فیصدی تھا اسے اب بڑھا کر کے ۴۰ فیصدی کر دیا گیا ہے اور کچھ

دوسرے علاقوں کے لیئے ۳۵ فیصدی کر دیا گیا ہے اور یہ فی الحقیقت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے اوپر بحث ہونی چاہیئے۔

دوسری رہی یہ بات کہ یہ فیصلہ وزیراعظم صاحبہ خود نہیں کریں گی بلکہ کوئی کمیٹی کرے گی تو جناب والا! کمیٹی کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ کوئی objective criteria مقرر ہو۔ یہاں پر کمیٹیاں جس طرح کام کرتی ہیں ہمیں معلوم ہے، اس لیئے یہ بات کہنا کہ صاحب کمیٹی اس کو recommend کرے گی اور پھر طے کیا جائے گا اس لیئے وہ مستحقین کو جائے گا یہ بالکل غلط ہے۔ جناب والا! rule of law کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس قسم کے فیصلے کسی objective criteria کے مطابق ہوں اور کوئی objective agency اسے انجام دے، ہم اس کے بھی خلاف تھے کہ دس فیصدی کوٹہ رہے چہ جائیکہ اس کو بڑھا کے چالیس فیصدی کر دیا گیا ہے۔ یہ عوام کے ساتھ ناانصافی ہے یہ ان لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہے جو اس شہر میں رہنا چاہتے ہیں جن کے پاس مکانات نہیں ہیں۔ یہ سرکاری ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے آپ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے لیئے پانچ فیصدی رکھا ہے جناب والا! یہ اشک شوئی کے بھی مترادف نہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سرکاری ملازمین کس بری حالت کے اندر ہیں اور میں اس سے واقف ہوں ایک نہیں سینکڑوں کیسز میرے علم میں آئے ہیں کہ بیچارے جب ریٹائر ہوتے ہیں تو ان کے پاس سر چھپانے کے لیئے کوئی جگہ نہیں ہوتی اور ان کی بیوائیں جو ہیں وہ در در کی ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہیں کہ اب وہ کہاں جا کر

[Prof. Khurshid Ahmed]

سہارا لیں ، جناب والا ! objective criteria بنا یئے یہ discretion بالکل غلط ہے اس لیئے جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے میری مدد کی ہے اور ان کے بیان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ فی الحقیقت جو خبر اخبارات میں آئی وہ غلط نہیں ہے اس لیئے کے مجھے یہ خیال تھا کہ اگر وہ یہ کہیں کہ یہ خبر غلط ہے تو پھر فی الحقیقت میری تحریک التوا کی بنیاد نہیں رہتی لیکن انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ درست ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک مرکزی حکومت کا فیصلہ ہے تیسری بات یہ ہے کہ یہ ایک فوری اقدام ہے جو ابھی ہوا ہے اس حیثیت سے تحریک التوا کا یہ موضوع بنتا ہے اسے آپ admit کیجیئے، ہم اس پر بحث کریں گے ، اپنے خیالات پیش کریں گے ، حکومت کے نمائندے بھی اپنے خیالات پیش کریں اور پھر اس کے بعد ایوان کی رائے اور قوم کی رائے آپ کے سامنے آ سکے گی کہ انہوں نے آپ کو اس لیئے منتخب نہیں کیا کہ objective criteria اور قانون اور رولز کو چھوڑ کر کے چالیس فیصدی کا discretion اپنے ہاتھ میں لیں اور پھر آپ یہ خوش خبری سنائیں کہ یہ کام کوئی کمیٹی کرے گی کمیٹی قائم کرے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ یہ کوئی objective criteria ہے اس لیئے میں سمجھتا ہوں اور میں ممنون ہوں وزیر صاحب کا کہ ان کے تعاون سے میری تحریک التوا کے لیئے رولز اور ریگولیشنز کے تحت وہ ساری بنیادیں جو درکار ہیں وہ ثابت ہو جاتی ہیں اور میں درخواست کروں گا کہ آپ رولز کے تحت اسے ایڈمٹ کریں تاکہ

ہم اس پر دو گھنٹے کی بحث کریں۔

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : May I say something else, Sir ?

Mr. Deputy Chairman : Yes please.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : I think, to the learned Member I have not been able to make it clear. As far as these new sectors are concerned the plots which are available for such allotment are only one third. Two third of the plots are reserved for government housing. So, as far as the government offices are concerned and government servants are concerned they are well cared for because if there are hundred plots in any case sixty six will be reserved for government housing in these two sectors which are under discussion. Now this policy is regarding these two sectors which are now being opened. In these very two sectors 66% of the plots will be reserved for government housing. The balance 1/3rd the allocation is what I have stated. So, the fear that the government servants or government civil servants are going to be ignored is not correct. Now, let me also continue on this as if we read Section 5 of the Capital Development Authority Ordinance, there is the power of management and in 5(2) it is very clear that the board functions under the directions of the Federal Government which may be issued from time to time. Now, I again state this thing that the Prime Minister is not appropriate in the power to allot these plots. What she has done is that a committee is being formed which will give the recommendations for giving out a scheme how these quotas are going to be utilized. If, at that time, the learned Member had any objection that proper priorities have not been taken into consideration then welcome, he can move this matter before this honourable House.

Mr. Deputy Chairman : He has given you one suggestion of ballotting the applications. How do you take that into consideration ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : If you wish to have a change in the law then bring the appropriate legislation because if the law at present provides a certain mode which is there that certain percentage of plots can be reserved for certain purposes. For instance you can take it as an exception why 66% being kept for the government housing even that could be challenged. Then let the 100% be for ballotting. Now if you wish to change the law, then bring the appropriate legislation. As the law stands today, as the rules are framed, it provide a certain procedure. If you have an objection to that then there is a way out and there is a mode of deciding these issues. But the fear which has been mentioned here is that this discretionary quota would be misused, it may be.....

(Interruption)

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : This fear I am trying to allay that this is not the case. First of all 66% any way is reserved for government housing, of the balance 1/3rd, 35% has been kept that too is not the sole discretion of the Prime Minister. We

[Khawaja Ahmed Tariq Raheem]
have done away with what was done previously. Previously 20% was the sole discretion, we are not following that. We are saying a committee will be appointed which will give the recommendation how this is to be done.

Mr. Deputy Chairman : What will be the composition of the committee ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : That I have said that it would be announced. We have not yet formed.

Mr. Deputy Chairman : But what plan do you have ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Certainly Sir, in this committee we will seriously consider having some sort of representation from the elected representatives of the Parliament because this is an issue where we feel that the composition of the committee should not be purely bureaucratic, it should also have certain representatives from them.

Mr. Deputy Chairman : From both the Houses ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : Obviously when I say representatives of the Parliament, it means both the Houses, it would not be just one House but I do not make the composition myself. I am certainly giving my recommendation as Minister Incharge of this and I will also convey the sentiments which have been presented here in the House today. And after that if there is any grievance, I am sure the matter can be re-agitated.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : کوئی بھی سکیم زیر غور ہو تو اس کے سامنے ایک واضح سا پلان ہوتا ہے جس میں ملک اور اس پلان کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے ۔ اسلام آباد پاکستان کا واحد شہر ہے ۔ جو سب صوبوں کا مشترکہ حق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہیئے ۔ بجائے اس کے کہ اس قسم کی کارروائیاں ہو رہی ہیں بلکہ صوبہ وار کچھ الاٹمنٹ ایک علاقے میں ہو پھر ادھر بیلٹ ہو تاکہ ہر صوبے کے لوگوں کی یہاں پر نمائندگی ہو اور یہاں ایک ایسا شہر تشکیل پا جائے جس میں ہر صوبے کے ہر زبان کے لوگ اس کے شہری بن جائیں اور اس طرح ہمارے اتفاق اور اتحاد میں بھی اضافہ ہو گا ....

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ کہتے ہیں کہ بہت سارے ممبران پلاٹ بیچ کر چلے جاتے ہیں اسلام آباد کے شہری تو بنتے نہیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : ہاں اس کے لیئے یہ ہے کہ ایک کمیٹی ہو جو رولز کو بھی revise کرے اور ان کو بامقصد بنادے اور اس کے لیئے یہ رول ہو کہ جس کو الاٹ ہو وہ فروخت نہ کر سکے بلکہ ایک معیار مقرر کریں کہ اس کو قرضہ بھی ملے اور وہ مکان تعمیر بھی کرے تاکہ باہر کے لوگ بھی یہاں آکر رہ سکیں اس سے بہتر ہوگا کہ ہم اس پر غور کریں اور ایک کمیٹی بنائی جائے رولز کو بھی amend کر دیں۔

Mr. Deputy Chairman : After hearing the mover, the honourable Minister and other honourable Senators, I find the motion in order and fix for two hour discussion in the future.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Leave of the House.....

Mr. Deputy Chairman : Of course, with the leave of the House.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : May I make one further submission on this, before this is done I would refer to Rule 75........

Mr. Deputy Chairman : Tariq Sahib, I have given the decision

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : I agree with this Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro : My submission is Sir, that after holding it in order the leave of the House is required.

(The motion was carried)

Mr. Chairman : The motion is adopted.

FELICITATIONS TO PROF. KHURSHID AHMED FOR BEING AWARDED BY THE ISLAMIC DEVELOPMENT BANK

Mr. Sartaj Aziz : Mr. Chairman, before you take up the next item, I rise on a point of information. I am sure the Members of this House will be pleased to know that one of our colleagues Professor Khurshid Ahmed was awarded on 22nd February,

[Mr. Sartaj Aziz]

1989 at Rabat Morocco the first ever prize by the Islamic Development Bank for Islamic Economics for his outstanding contribution to research and publication in this area. It is not only a befitting tribute to Professor Khurshid's scholarship but it is also an honour for Pakistan. I suggest that we place this on record with a wholehearted applause for our distinguished colleague.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. It must be placed on the record.

Prof. Khurshid Ahmed : I am really grateful for this.

Mr. Deputy Chairman : Thank you Professor Sahib. Item No. 2, Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq.

جی قاضی صاحب ۔

THE ENFORCEMENT OF SHARIAH BILL, 1985

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں قاعدہ ۱۴۶ کے ذیلی قاعدہ (۳) کے تحت ملک میں نفاذ شریعت کا بل جو کہ پرائیویٹ بل کے نام سے مشہور تھا اسے شق وار بحث کے لیئے یہاں دوبارہ پیش کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آنریبل منسٹر صاحب انہوں نے move کیا ہے کہ شریعت بل جو کمیٹی کے پاس تھا اور اس پر کافی زیادہ عرصہ لگا ہے اور اس کے بعد کمیٹی کی اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو اس کو دوبارہ ہاؤس میں لاکر clause by clause لیا جائے ۔

خان بہادر خان : جناب چیئرمین ! جہاں تک اس کا تعلق ہے میں اس ہاؤس کو inform کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے چارج لیا تو میں نے فائل دیکھی اور اس بل کے متعلق دیکھا کہ پہلے یہ بل ایک سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا گیا ......

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ اس کو اپوز تو نہیں کر رہے صرف سٹیٹ منٹ دے رہے ہیں ۔

خان بہادر خان : میں سٹیٹ منٹ اس لیئے دے رہا ہوں کہ شاید mover کو علم نہ ہو کہ واقعات کیا ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اپلوز تو نہیں کر رہے ہیں۔

خان بہادر خان : اپلوز تو میں کر رہا ہوں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : تو پھر آپ تشریف رکھیں۔ پہلے قاضی صاحب فرمائیں گے آپ اپلوز کر رہے ہیں تو اس کے بعد پھر آپ کو موقع دے دیں گے۔ جی قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! قاعدہ ۱۷۱ کے مطابق یہ ہے کہ اگر کوئی رپورٹ کسی کمیٹی کے حوالے کر دی جائے اور اس کے لیئے تاریخ مقرر نہ ہو تو پھر دو مہینے کے اندر اندر کمیٹی کو رپورٹ پیش کرنی لازمی ہوتی ہے اور اگر وہ دو مہینے کے اندر رپورٹ پیش نہ کرے تو کوئی رکن یا وہی وزیر متعلقہ یہ تحریک کر سکتا ہے اسی مسودے کو دوبارہ دفعہ وار بحث میں لایا جائے اسی کے تحت جہاں تک ہمارے وزیر محترم خان بہادر خانصاحب کا تعلق ہے وہ شاید اس حقیقت سے ناواقف ہیں یہ پارلیمنٹ کی تاریخ کا وہ مظلوم ترین بل ہے جو ۸۵ء سے آج ۸۹ء تک چل رہا ہے جو پارلیمنٹ کے تمام قواعد وضوابط کو پورا کرکے یہاں تک پہنچا تھا حتیٰ کہ رائے عامہ کے مرحلے سے بھی وہ گزرا ہے اور رائے عامہ نے بھی پارلیمنٹ کی تاریخ میں کسی بل کی اتنی حمایت اور تائید نہیں کی جتنی کہ اس بل کی کی ہے۔ میں ان کی معلومات کے لیئے عرض کروں گا کہ تقریباً چودہ لاکھ سے زیادہ افراد نے اس کی حمایت کی کہ من وعن اس بل کو یہاں لایا جائے اور پاس کیا جائے۔ اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے بھی اس پر لی گئی تھی اور اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اس

[Qazi Abdul Latif]

بل کی مکمل حمایت اور تائید کی تھی بلکہ بعض ایسی دفعات کا بھی ، جن کو ہم تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں ، ان کا اس کے اندر اضافہ کیا تھا جس پر ہم نے کہہ دیا تھا کہ اگر واقعتاً ان چیزوں کو اس طریقے سے لایا جائے جس طریقے سے اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا ہے تو ہم اس کو ماننے کے کے لیئے بھی تیار ہیں تو چونکہ اس کمیٹی کو بنائے ہوئے ایک سال ہونے والا ہے ، اپنی رپورٹ پیش نہیں کر سکی تو میں گزارش کروں گا کہ یہ اس ملک کا حق ہے ، اس ایوان کا حق ہے اور ہمارا حق ہے کہ جو ہم محرک ہیں اور پیش کرنے والے ہیں کہ اس بل کو دوبارہ یہاں لاکر باقاعدہ اس پر دفعہ وار بحث کی جائے اور اسے منظور کیا جائے۔ بس اتنی گزارش میں کروں گا کہ مہربانی فرماکر ان قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے دوبارہ یہاں لایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا حقیقت یہ ہے کہ میں محترم قاضی عبداللطیف صاحب کے جذبات اور خیالات سے اس معاملے میں مکمل اتفاق رکھتا ہوں۔

جناب والا ! اس ایوان کے قواعد کے تحت جو بھی کمیٹی بنتی ہے ، اس کا فرض ہے کہ وہ ایک مہینے کے اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کر دے اور اگر وہ پیش نہیں کرتی تو اس کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ یہاں سے مزید وقت لے۔ اس کمیٹی نے ، تقریباً دو سال ہونے کو آرہے ہیں ، کوئی کام کر کے نہیں دیا ہے اور آپ کے علم میں یہ

بات ہے کہ اس کمیٹی کو چاروں محرکین نے جن میں، میں اور قاضی صاحب شامل ہیں، ماننے سے انکار کیا تھا۔ اور ہم اس کی کسی نشست میں شریک نہیں ہوئے، وہ ایک dead-lock کا شکار ہے۔ اس dead-lock کو ختم کرنے کا ایک واحد طریقہ یہی ہے جو کہ محترم قاضی عبداللطیف نے اختیار کیا ہے کہ یا تو اس قانون پر جو اس ایوان کے سامنے موجود ہے، شق وار بحث کی جائے اور یہ سینیٹ اسے منظور کرے۔

دوسرا راستہ جو بھی نکل سکتا ہے، میں پورے اداب کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حکومت اگر اس معاملے میں فی الحقیقت سیریس ہے اور مخلص ہے، تو وہ راستہ یہ ہے کہ وہ کمیٹی چونکہ ناکام رہی ہے، اس لیئے اس کمیٹی کو dissolve کردیا جائے اور محرکین ایک نئی کمیٹی تجویز کریں۔ جو ایک مہینے کے اندر اندر وزیر متعلقہ کے ساتھ مشورے کرکے کوئی نہ کوئی قابل عمل راستہ نکال لے تاکہ ہم یہاں ایک متفقہ مسودے کو لا سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی اپوزیشن یا حکومت کا مسئلہ نہیں ہے یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے، اور خدا کے لیئے شریعت کو جگ ہنسائی کا ذریعہ نہ بننے دیجیئے۔ نہ اس معاملے میں یہ ایوان کوئی رویہ اختیار کرے گا اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو کوئی ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ پہلے ہی یہ سانحہ ہوا ہے کہ یہ شریعت آرڈیننس دوبار بطور آرڈیننس جاری کیئے جانے کے بعد lapse ہوگیا اور بروقت اس کو یہ ایوان اور نیشنل اسمبلی approve نہ کرسکی یہ شریعت بل ۱۹۸۵ سے معرض التوا میں پڑا ہوا ہے۔ آپ پوری دنیا کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

سامنے شریعت کو، پاکستان کو، پاکستان کی Islamic Identity کو
مجروح کر رہے ہیں۔ اس لیئے میں دردمندی اور دل سوزی کے
ساتھ اپیل کروں گا اس حکومت سے کہ وہ اس معاملے میں مثبت
رویہ اختیار کرے اور محترم قاضی صاحب کی تجویز کو منظور کر کے
ایوان اس پر discussion شروع کرے اور اگر اس میں آپ
کو کوئی مشکل نظر آتی ہے تو پھر ہم محرکین اس پچھلی کمیٹی کو
dissolve کر کے قانون کے تحت نئی کمیٹی تجویز کر دیتے ہیں جس
میں وزیر مذہبی امور بھی ہوں، وزیر عدل کو بھی لے آئیے۔ آپس
میں بیٹھ کر کوئی راستہ نکال لیجیئے تاکہ پھر وہی کمیٹی ایک مہینے کے
اندر ایوان کے سامنے revised مسودہ لے آئے اور اس کو ہم منظور
کر لیں۔ دونوں کو مثبت راستہ اس وقت اختیار کرنا چاہیئے ورنہ حقیقت
یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ غداری ہوگی اور پاکستان کی جگ ہنسائی
ہوگی۔

Mr. Deputy Chairman : Yes please Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan : Mr. Chairman, Sir, unfortunately, this Shariat Bill is pending since long, despite the fact that it is of great importance. Sir, you know, that we created this country in the name of Islam and it is incumbent on all of us to do away with the Anglo Saxon Law and introduce Shariah in to in this country.

Sir, the credit for the introduction of Shariat Bill goes to our two talented Members of this august House — Qazi Abdul Latif and Mualana Samiul Haq Sahib. When this was introduced, this was sent up to the Senate Standing Committee on Religious Affairs. Later on, it was sent to another committee and afterwards it was referred to the public for eliciting opinion. Again a Special Committee was formed to look into this Bill and unfortunately some of the members of that committee resigned in protest. The Special Committee held a few meetings and looked into great details as far as this Bill was concerned but before they could submit their report to this august House, the entire scene had changed. Later on, another meeting was held under the presidentship of the present Minister for Religious Affairs but without any results so far. Sir, as some of the members have resigned from that Committee and

they are not prepared to come back, so I suggest that another committee be formed in which some of the members who have something to do with Shariah and some of the Ministers be appointed and they should be given specific time to submit their report to this House. If we do not give them the specific period, again, this will be put into cold storage and it will not see the light of the day.

I thank you, Sir.

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے، میں محترم قاضی عبداللطیف صاحب اور پروفیسر خورشید احمد صاحب کے نیک، پاک اور محترم جذبات کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتا ہوں۔ ہمارے اور ان کے اور پورے پاکستان کے عوام کے خیالات ایک ہی جیسے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں چونکہ جو سپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، اس کو وقت نہیں دیا گیا تھا، میں بھی اس کمیٹی کا ایک ممبر ہوں اور اس ہاؤس کے سامنے میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے آپ اجازت دیں....

جناب ڈپٹی چیئرمین: فرمائیے۔

MOTION UNDER RULE 171(1)

Mir Hussain Bakhsh Bungalzai : I beg to move that under Sub-Rule 1 of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of the report of the Bill to enforce Shariah in the country [The Enforcement of Shariah Bill, 1985], be extended for 60 days from today so that the Special Committee on the Bill might be able to submit its report.

Mr. Deputy Chairman : I put the question, is there any amendment to this ? Mr. Akhunzada Behrawar Saeed.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اب کوئی کمیٹی مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بل کو اب کلاز بائی کلاز لے لیتے ہیں پہلے ہی وقت بہت گزر چکا ہے۔ کون سی چیز شریعت

[Mr. Akhunzada Behrawar Saeed]

کے نفاذ میں حائل ہے ۔ کون سا پاکستانی ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ یہاں شریعت ہو ۔ آخر کیوں اس کو کمیٹیوں کے سپرد ہم کرتے ہیں ۔ بل تیار ہے ، اس پر کلاز بائی کلاز بحث شروع کر لیتے ہیں گورنمنٹ بھی چاہتی ہے اور ہم بھی چاہتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! جناب جہانگیر شاہ جوگزئی ۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگزئی : شکریہ ! اس کمیٹی کا میں بھی ممبر ہوں ، اور جتنی دفعہ بھی اجلاس ہوا ہے ، اس میں ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے ، اس کی وجہ یہ تھی کہ محرکین اس میں نہیں آتے تھے ، انہوں نے بائیکاٹ کیا ہوا تھا ، اور ان کے بغیر اس کا کام آگے نہیں چل سکتا تھا اور یہ آگے بھی اسی طرح سے ہو گا ۔ چاہے آپ اسے دس مہینے اور دے دیں ۔ میرے خیال میں اس کو ہاؤس میں لائیں کلاز بائی کلاز اس کو دیکھیں گے ، جو شخص امنڈمنٹ لاتا ہے ، لے آئے ، جو نہیں لا سکتا ہے وہ بیٹھا رہے کوئی ضرورت نہیں کہ اب ہم اس کو کسی اور کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کو بعد میں موقع دیں گے ۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میری گزارش یہ ہے کہ اگر اس شریعت بل کو ہم دیکھیں تو ہمارا touchstone : Constitution ہوتا ہے جو سلیکٹ کمیٹی یا سپیشل کمیٹی بنی تھی اس کی رپورٹ میرے پاس ہے اور اس میں بھی بہت ساری باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ موجودہ شریعت

بل جو اب انٹرو ڈیوس ہو رہا ہے یہ آیئن سے متصادم ہے ....

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب عالی ! کیا یہ بحث کے لیئے منظور ہو چکا ہے اگر بحث کے لیئے منظور ہو چکا ہے تو ڈاکٹر صاحب اس پر باقاعدہ دفعہ ۱۷۱ پر بولیں ، دفعہ ۱۴۶ پر بولیں اس کی ذیلی دفعہ ۳ پر وہ بولیں ۔ اس وقت تو زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ یہ بل قابل عمل ہے یا نہیں ۔ وہ کسی کے حق میں ہے ....

جناب ڈپٹی چیئرمین : دو منٹ لگیں گے ان کو سن لیتے ہیں لیکن کارروائی ہمیشہ قانون کے مطابق ہو گی ۔ جناب ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ہاں میں ایک گزارش اور قاضی صاحب سے کروں گا وہ میرے بزرگ ہیں اور عالم دین بھی ہیں میرے خیال میں مجھے یہ امید تھی کہ وہ مجھے غور سے سنیں گے اس میں بہت ساری قباحتیں ہیں چونکہ پارلیمانی روایات کے مطابق اوّل تو یہ ڈیوٹی ہے سیکرٹریٹ کی ، کہ کوئی بل کوئی چیز اگر اس معزز ایوان میں لائی جائے جیسا کہ ہمارے فاضل رکن نے پہلے فرمایا ہے کہ ہماری ڈیوٹی ہے .

to protect, preserve and defend the Constitution of Pakistan.

وہ ہمارے حلف میں ہے اب یہ بھی ہمارے سیکرٹریٹ کے فرائض ہیں ۔ any thing brought to the honourable House must be in consonance with the provisions of the Constitution

یہ اس سے متصادم نہ ہو ۔ اب میں صرف گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو شریعت بل آ رہا ہے ۔ اگر قاضی صاحب آیئن کا صرف ایک ہی آرٹیکل پڑھ لیں ۔ ۲۰۳ (بی) اور (سی) تاوقتیکہ آٹھواں ترمیمی

[Dr. Sher Afghan Khan]

ایکٹ اس بین سے نہ نکال دیا جائے شریعت بل لاگو ہی نہیں ہو سکتا۔ جو چیز لاگو ہی نہ ہو سکے آئین سے متصادم ہو تو اس پہ بحث کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لیئے میری یہ مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس ضمن میں جو آئینی رکاوٹیں ہیں ان کو کراس کرکے اگر یہ بل کمیٹی کی وساطت سے .....

Mr. Deputy Chairman : Dr. Sahib which Articles you quoted.

Dr. Sher Afghan Khan Niazi : It is Article 203(b) and (c). Sir, law does not include where it has been defined, Muslim Personal Law, Constitution, Procedure of the Court, the Procedure of the Tribunal, all banks and fiscal laws have been exempted from the jurisdiction of the Federal Shariat Court but in this very Bill Federal Shariat Court is to be given a supremacy. So it will have to be taken out of the 8th Amendment. It was in special PCO which gave us Federal Shariat Court and then it was incorporated in RCO and then later on it was revalidated through Article 270 A. I can read it out to you. This is only one example. I can quote so many instances.

Mr. Deputy Chairman : You have made your point. I have taken note of it. The debate will take place when we take up clause by clause reading of the Bill. Bungalzai Sahib you may speak in elaboration of your motion.

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب جہاں تک اس کی توضیح کا تعلق ہے میں نے ہاؤس کے سامنے مخلصانہ اور دیانتدارانہ ایک تجویز پیش کی، اب یہ ہاؤس کی مرضی ہے اگر ہاؤس کی مرضی بنتی ہے کہ اُس کمیٹی کو دو مہینے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنے اجلاس کرکے، مکمل توجہ دے کر اس کی چھان بین کرے، اور بصورت دیگر جیسے محمد علی خان صاحب نے کہا کہ ایک نئی کمیٹی تشکیل دیں تو بہرحال یہ میں نے ہاؤس کو تجویز دی ہے، اب ہاؤس کی جیسے مرضی ہے کرے۔ میری رائے ہاؤس کے ساتھ ہے۔

خان بہادر خان : جناب چیئرمین! قاضی صاحب نے جو موشن پیش کی ہے میں اس کی مخالفت اس واسطے نہیں کرتا کہ یہ شریعت

بل پیش نہیں کرنا چاہیئے یا اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے، میں صرف اس ہاؤس کو اس شریعت بل کی تاریخ بتاتا ہوں کہ یہ گذشتہ اڑھائی سال سے سینیٹ میں پڑا ہوا ہے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے جب چارج لیا اور فائل دیکھی کہ یہ بل کیوں پڑا ہوا ہے اور اس میں غلطی کس کی ہے آیا گورنمنٹ نہیں چاہتی یا ہمارے دوست جو movers ہیں وہ اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ تو مجھے یہ معلوم ہوا اور جیسے کہ میرے دوست محمد علی خان صاحب نے کہا کہ یہ بل پہلے سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا گیا اس کے بعد پھر یہ رائے عامہ کے لیئے مشتہر کیا گیا۔ پھر یہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا پھر یہ موجودہ سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا گیا جس کا میں Ex-office چیئرمین ہوں۔ میں نے دیکھا کہ movers through out اس کمیٹی میں خاص کر سپیشل کمیٹی میں جس کے وہ ممبرز تھے اور جس وقت یہ کمیٹی بن رہی تھی ان کو چاہیئے تھا کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہم اس کے ممبر نہیں بننا چاہتے اور یہ خود movers بھی ہیں اور خود غیر حاضر بھی ہوتے ہیں تو پھر حکومت کیا کرے۔ میرا خیال یہ تھا کہ ان کی گذشتہ حکومت سے کوئی ناراضگی ہوگی اور ان کے ساتھ اختلافات ہوں گے شاید اس واسطے بائیکاٹ کیا۔ میں نے ۲۲ جنوری کو سپیشل کمیٹی کی میٹنگ کی تاریخ مقرر کی۔ اس کے لیئے میں نے جناب سمیع الحق صاحب سے بات بھی کی کہ اگر آپ کے پچھلی حکومت کے ساتھ کچھ اختلافات یا ناراضگی ہو تو وہ ختم ہو گئی ہے آپ اب ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کریں تاکہ اس کو حل کریں۔ لیکن انہوں نے مجھے کہا کہ میں اور دوستوں

[Khan Bahadur Khan]

سے بات کروں گا اور کوشش کریں گے کہ ہم آ جائیں ۔ ۲۲ تاریخ کو جناب محمد علی خان صاحب تشریف لائے اور دیگر ممبران بھی آئے، لیکن پھر بھی چار ممبران جناب سمیع الحق صاحب، جناب قاضی عبداللطیف صاحب، جناب خورشید احمد صاحب اور جناب قاضی حسین احمد صاحب نہیں آئے ۔ میں نے محمد علی خان صاحب سے پوچھا کہ بھائی وہ کیوں نہیں آئے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ انہیں انہوں نے mandate دیا ہوا ہے اور وہ نہیں آئے ۔ مینڈیٹ کیا دیا تھا کہ دس منٹ تک اس پر بات ہوئی ۔ اس وقت قومی اسمبلی میں یہ آرڈیننس پیش ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا فیصلہ ہو جائے تو اس کے بعد اس کو لیں گے میں اب بھی ان کو ویلکم کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں وہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں بات کریں ہم ان سے زیادہ اس معاملے میں مخلص ہیں ، لیکن وہ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کا حل نکالیں جس طرح ڈاکٹر صاحب نے point out کیا اس میں کافی آئینی دشواریاں بھی ہیں بھائیوں کی طرح چھان بین کریں اگر یہ قوم کے مفاد میں بات کرتے ہیں تو میں ان کو دعوت دیتا ہوں اور جس طرح انہوں نے دو مہینے کا وقت مانگا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کو دو مہینے کا ٹائم دیا جائے اور دوستوں سے میں درخواست کرتا ہوں کہ آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ۔ تا کہ چھان بین کر کے بل کو آگے چلائیں ۔ شکریہ!

قاضی عبداللطیف : جناب میں گزارش کرتا ہوں کہ میں اپنے قابل احترام وزیر کا ممنون ہوں کہ انہوں نے یہ وضاحت فرمائی ۔ میں ان

کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری کسی کے ساتھ کوئی
ذاتی عناد یا ذاتی ناراضگی کا سوال ہی نہیں ہے ہم اس ملک کے اندر
وہ چیز لانا چاہتے ہیں کہ جس چیز کی بنیاد ، جس چیز کے فلسفے پر یہ ملک
قائم ہوا ہے اور اسی جذبے کے تحت ہم نے یہ شریعت بل یہاں
پیش کیا تھا ۔ جہاں تک ان اعتراضات کا تعلق ہے میں جانتا ہوں
کہ ان کے ارادے کیا ہیں کہ یہ دستور کے خلاف ہے یہ آئین کے خلاف
ہے ۔ یہ قانون کے خلاف ہے آٹھویں ترمیم کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ
یہ جب آئے گا بحث ہوگی اس وقت دیکھا جائے گا ۔ اسی لیئے تو میں
نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ اس وقت اس پر بحث کرائیں کہ آیا
اس دفعہ کے تحت وہ لانا ضروری تھا یا نہیں ۔ میں گزارش کروں گا اپنے
محترم وزیر صاحب سے کہ ہمارا آپ کے ساتھ کوئی عناد نہیں جو کمیٹی
بنائی گئی تھی اور کمیٹیوں کا ہم نے آجتک کاروبار دیکھا ہے آپ کی
نظر سے شاید میرا استعفیٰ نہیں گذرا ۔ آپ نے دوسری باتیں تو کہہ دی
ہیں ۔ لیکن یہ بات آپ نے نہیں کہی اگر میرا استعفیٰ اس میں موجود
نہیں ہے تو میں کہوں گا کہ کیبنٹ کے سیکرٹریٹ نے آپ سے کوئی
راز مخفی رکھا ہے ۔ اس میں میں نے یہی کہا تھا کہ ہم اس ڈرامے
میں شریک نہیں ہونا چاہتے ہم قوم کو دھوکا دینا نہیں چاہتے اس
سے پہلے جو سارے تقاضے کمیٹیوں کے تھے دستور کے تھے قواعد کے
تھے ضوابط کے تھے وہ سارے کے سارے پورے ہو چکے ہیں جب
وہ سارے کے سارے پورے ہو چکے ہیں اب اس کے بعد میں
اس پر بھی اس وقت بولنا نہیں چاہتا کہ آیا وہ کمیٹی کس نوعیت کی تھی

[Qazi Abdul Latif]

آیا جائز تھی اور اس نوعیت سے پیش کی جا سکتی تھی میں نے اس وقت اعتراض کیا تھا - کہ یہ حق ہمارا تھا کہ ہم کمیٹی بناتے اس لیئے کہ بل پیش کرنے والے ہم ہیں ۔ کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ کمیٹی تجویز کرے اور وہ کمیٹی لائے - میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا آج بھی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کمیٹی اگر بنائی جائے گی تو اس کے بنانے کا حق ہمیں ہو گا جو ہم محرک ہیں ۔

میں گزارش کروں گا کہ جس کمیٹی سے ہم مستعفی ہو چکے ہیں اور جس کمیٹی پر ہم نے بے اعتمادی کا کھلم کھلا اعلان کیا ہے اور ہماری جماعتوں نے اس کی توثیق کر دی ہے ۔ اس کمیٹی میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ نہ ہم اس کمیٹی کو توسیع دینا چاہتے ہیں ۔ اگر واقعتاً آپ مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اختیار دیا جائے بحیثیت محرک ہونے کے کہ میں کمیٹی کے نام تجویز کروں اور اس کے لیئے ایک میعاد مقرر کی جائے اور اس میعاد کے اندر اندر اس کی رپورٹ دوبارہ یہاں لائیں ۔ یہ تو ایک صورت ہو سکتی ہے جس طریقے سے محمد علی خان نے فرمایا یا جس طریقے سے پروفیسر خورشید صاحب نے کہا ہے ۔ یہ تو ایک صورت ہو سکتی ہے اس کے اندر میں مزید یہ بھی کہوں گا کہ نفاذ شریعت آرڈیننس جو یہاں پر ایوان میں پیش کیا گیا ہے وہ اس وقت آپ کے ایجنڈے پر ہے اگرچہ اس کے چار مہینے کی میعاد گذر چکی ہے ۔ وہ قانون تو نہیں رہا لیکن وہ بل کی حیثیت سے یہاں موجود ہوگا ۔ اس کو لائیں اور شریعت بل کو بھی لائیں ۔ دونوں کو اکٹھا کر کے دیکھیں اور کوئی ایسا مجوزہ مسودہ لائیں جو یہاں قابل عمل ہو ۔ میں

گزارش کروں گا کہ میں اس وقت یہ تو کر سکتا ہوں کہ ان دونوں کو اکٹھا کر کے زیر غور لایا جائے لیکن کمیٹی بنانے کا حق مجھے ہوگا کسی اور کو نہیں ہوگا میں محرک ہوں اس کا قواعد کے مطابق اسے پیش کرنے کا حق مجھے حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ! پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : یقیناً مجھے اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ محترم قاضی عبداللطیف صاحب نے جو بات فرمائی ہے وہ حقیقت ہے ماضی میں بھی ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی اور اب بھی یہ ان کا حق بنتا ہے محرکین کی حیثیت سے کہ وہ کمیٹی تجویز کریں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خود ان قواعد کے تحت مثلاً

Rule 146 (3)—"If a Committee does not present its report within the period prescribed, or the time allowed, the Bill, subject or matter referred to it may be considered by the Senate, without waiting for the report, upon a motion by any member or by the Minister concerned."

تو یہاں تو مجوزین خود رپورٹ پیش کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ اس سے پہلے بھی میں نے عرض کیا کہ میں دراصل یہ چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر کوئی ایسا راستہ نکل آئے جس سے ہم خوش اسلوبی کے ساتھ شریعت بل کو منظور کر سکیں اور اس کے بعد وہ بل اسمبلی میں جائے۔ یہی محترم قاضی صاحب کی خواہش ہے یہی میری خواہش ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی بھی یہی خواہش ہونی چاہیئے۔ اور ایوان کی یہی تمنا ہوگی۔ اس لیئے بہتر یہ ہے کہ ہم technicality میں جانے کی بجائے محترم قاضی صاحب کا مشورہ مان لیں کہ وہ کمیٹی تجویز کر دیں وزیر مذہبی امور اس کمیٹی کے صدر ہوں جو قاعدہ ہے اور مجوزین اور اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے علاوہ آٹھ دس افراد ہوں جو مل بیٹھ کر دونوں مسودوں کو سامنے رکھ کر اگر کوئی agreed مسودہ لے آئیں تو اس سے کام آسان ہو جائیگا ورنہ عملی شکل تو یہی ہے کہ شق وار بحث ہونی چاہیئے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ کوئی معقول راستہ اور بروقت نکل آئے۔ اس لیئے اگر محترم قاضی صاحب اس کے لیئے تیار ہوں تو کمیٹی کو reconstitute کرلیا جائے اور وہ کمیٹی ایک مہینے کے اندر چھ ہفتے کے اندر جو وقت آپ لوگ متعین کریں اپنی رپورٹ ایوان کے سامنے لے آئے اور اس کمیٹی کا مقصد یہی ہو کہ دونوں مسودات کو سامنے رکھ کر جیسے قاضی صاحب نے فرمایا ایک agreed چیز یہاں آ جائے۔ یہ میری پورے ادب کے ساتھ درخواست ہے تاکہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: قاضی صاحب اگر رضامند ہوں اور ان کو اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو ایک پرانی کمیٹی already بنی ہوئی ہے جس میں سے کچھ صاحبان اب ہمارے ہاں موجود نہیں ہیں۔ یعنی وہ ممبر نہیں ہیں۔ تو میں ریزولیوشن move کر لوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ابھی منسٹر صاحب کو بھی سنیں گے اور شاید اعتزاز صاحب بھی اس پر بولنا چاہتے ہیں۔ اعتزاز صاحب فرمایئے۔

جناب اعتزاز احسن: جناب چیئرمین صاحب میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ معاملہ انتہائی اہم ہے اور شریعت بل کا معاملہ جس

پر ساری قوم کا ایک شرلعیت کے معاملے میں بالکل قطعی طور پر اتفاق رائے ہے اور یہ آیئن کا بھی تقاضا ہے۔ بات شرلعیت بل کی ہے کیا اس پر اتفاق رائے ہو گا یا نہیں ہو گا اور شرلعیت بل، شرلعیت سے مختلف بھی ہو سکتا ہے کسی ایک صاحب کی ایک سوچ یا رائے ہو سکتی ہے۔ کمیٹی کے بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ نہ تو کمیٹی کو by-pass کیا جا سکتا ہے اور نہ کمیٹی پر کوئی وقت کی قید آپ لگا سکیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے اپنے رولز کے تحت رول ۱۶۵ جو ہے اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ کمیٹی کے پاس جب کوئی معاملہ جائے گا کمیٹی وہاں evidence ریکارڈ کرے گی۔ کمیٹی وہاں مختلف آراء رکھنے والے مختلف جو فرقے ہیں جو مختلف مسلک ہیں ان کے علماء کو اور دانشوروں کو بلائیں گے.......

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ تو کمیٹی کا ورکنگ پروسیجر ہے۔

جناب اعتزاز احسن : ان سے پوچھیں گے اس پر ڈیبیٹ ہو ہو گی ایک national consensus جب تک نہیں ہو گا کوئی بنیادی بل یہاں سینیٹ میں بھی زیر بحث نہیں آ سکتا۔ اس نیشنل consensus کو بنانے کے لیئے تمام مسلک کے علماء کی آراء لینا کمیٹی کے لیئے لازم ہو گا۔

Mr. Deputy Chairman : It is prescribed in the Rules Mr. Aitzaz.

جناب اعتزاز احسن : آپ کوئی قید نہیں لگا سکتے۔

Mr. Deputy Chairman : I invite your attention to Rule 146(3) of the Rules of Procedure

[Mr. Deputy Chairman]

اس میں یہ ہے کہ You can prescribe the time limit. ایوان دو مہینے دے چار مہینے دے تین مہینے دے دے لیکن اس بل میں یہ گزارش ہے کہ بل سرد مہری کا شکار تو ہوتا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور وزارت مذہبی امور چاہے موجودہ ہو یا گزشتہ ہو انہوں نے in time سینیٹ سیکرٹریٹ کو انفارم نہیں کیا۔ قاضی صاحب اور باقی محرکین صاحبان نے جو فرمایا ہے کہ ہم نے resign کیا ہے اس بات کا بھی نوٹس لینا چاہیئے تھا اس بات کو ہاؤس میں آنا چاہیئے تھا تاکہ ایوان اس کو دوبارہ تشکیل کر سکتا لیکن یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ سرد مہری کا یہ بل شکار رہا ہے۔ اور اب یہ ہے کہ دوبارہ ان کی proposal ہے کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے تو باقی جو آپ فرما رہے ہیں وہ تو کمیٹی کے پروسیجرل میٹرز ہیں وہ رولز میں موجود ہیں اس میں ٹائم ہم Under Rule 146(3). prescribe کر سکتے ہیں۔

جناب اعتزاز احسن : ٹائم prescribe کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں اس ٹائم کے اندر یہ پابندی ہے کہ وہ اس میں submit کریں۔

جناب اعتزاز احسن : آپ یہ فرما سکتے، ہاؤس یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ جلد از جلد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں جلد از جلد کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس بل کے بارے میں بھی جب ہم نے یہ بھیجا تھا لکھا تھا as soon as possible اب as soon as possible کتنے

سال ہوتے ہیں ۔ دو سال ڈھائی سال چار سال چھ سال چھ مہینے۔

جناب اعتزاز احسن : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ کب کمیٹی کام کرنا شروع کرلے گی یہ خبر نہیں ۔

Mr. Deputy Chairman : I think Aitzaz Sahib this is for the House to fix the time for the committee.

جناب اعتزاز احسن : میں جانتا ہوں۔

The House is supreme in this respect.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی بہرہ ور سعید صاحب ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : وزیر صاحب جو فرما رہے ہیں بز رول ۱٦۵-

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ کمیٹی کا پروسیجر ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : کمیٹی اس کی پابند نہیں ہے کہ وہ ایسا کرے ۔کمیٹی کر سکتی ہے ......

Mr. Deputy Chairman : Let us not start debate on this issue.

منسٹر صاحب کو ہم فلور دیتے ہیں کہ وہ اس پر کیا فرماتے ہیں۔ اعتزاز صاحب بہت شکریہ ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : کر سکنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے ۔

خان بہادر خان : جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس ملک میں اس پر کوئی دو آراء نہیں ہے کہ شریعت آرڈیننس یا بل یا شریعت قانون اس ملک میں ہونا چاہیئے ۔ اس پر ہم پوری طرح متفق ہیں ۔ سوال صرف یہ ہے کہ جو کمیٹی ، جس طرح پہلے میں نے عرض کیا بنائی گئی اس نے کام کیوں نہیں کیا اس لئے نہیں کیا

[Khan Bahadur Khan]

کہ movers اس بل میں interested نہیں تھے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان باتوں کو ہم بھول جاتے ہیں ۔ اب سوال یہ ہے کہ جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے کمیٹی میں صرف میں نو وارد ہوں باقی سب وہی دوست ہیں اور جو سینیٹ نے متفقہ طور پر پاس کی ہے ۔ اور جو محرکین اس وقت موجود تھے وہ بھی اس کے ممبر ہیں انہوں نے اس وقت کوئی اعتراض نہیں کیا کہ یہ کمیٹی میری تحریک پر تشکیل ہونی چاہیئے اور میری طرف سے ہونی چاہیئے اب اگر دوست اس بات کو بنانا چاہتے ہیں اور مزید بگاڑنا نہیں چاہتے اور طول نہیں دینا چاہتے تو بات صرف اتنی سی ہے جو آپ نے observe کی ہے کہ ان کو ٹائم دیا جائے ، یہی دوست ہیں اس کمیٹی میں اور چونکہ اس میں باہر کا کوئی ہے نہیں ، میں نے صرف یہ عرض کیا کہ میں نو وارد ہوں میں نے ان کو پہلے بھی دعوت دی ہے اب بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں بیٹھیں ، ہمارے ساتھ بات کریں اور اس چیز کو اتفاق رائے سے adopt کریں کیوں کہ اگر اس بل کو ہم نے اتفاق رائے سے پاس نہیں کیا تو اس میں پھر مزید الجھنیں پیدا ہوں گی اس واسطے دوستوں سے میری یہ گزارش ہے کہ یہی کمیٹی ان کی بنائی ہوئی جو ہے وہ صحیح ہے اس کو کام کرنے دیں اگر وقت کی حد لگانا چاہیں تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن دوست آکر بیٹھیں اور ہمارے ساتھ بات کریں ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ نواں آئینی ترمیمی بل آپ کے پاس پڑا ہوا ہے وہ کس کھاتے میں پڑا ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ تو ختم ہو گیا ہے جی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ، قاضی صاحب ۔

قاضی عبداللطیف : میں شاید محترم وزیر صاحب کو سمجھا نہیں سکا میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ جس کمیٹی پر ہم عدم اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں اور وہ کمیٹی اب قانونی طور پر خود بخود ختم ہو چکی ہے قاعدہ ۱۷۱ کے تحت انہوں نے دو مہینے کے اندر اندر رپورٹ پیش کرنی تھی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب رولز میں ۲ مہینے کی پابندی کہیں نہیں ہے ۔

قاضی عبداللطیف : میں عرض کروں کہ جو کمیٹیوں کے لیئے قواعد ہیں خصوصی کمیٹی کے لیئے بھی وہی قاعدہ ہو گا اور اس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ

" جہاں سینیٹ کی کوئی رپورٹ پیش کرنے کے لیئے کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو کمیٹی اس تاریخ سے ساٹھ دن کے اندر اندر رپورٹ پیش کرے گی جس تاریخ کو سینیٹ نے اس سے رجوع کیا ہو بجز اس کے کہ سینیٹ تحریک پیش کیئے جانے پر ہدایت کرے کہ رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں تحریک میں درج تاریخ تک توسیع کر دی جائے رپورٹیں ابتدائی یا قطعی ہو سکتی ہیں یہ قاعدہ ۱۷۱ کی تشریح ہے "۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : صحیح ہے ۔

قاضی عبداللطیف : تو جب یہاں اس کی تشریح موجود ہے کہ ۲ مہینے کے اندر اندر انہوں نے رپورٹ پیش کرنا تھی اور وہ پیش نہیں کر سکے تو کمیٹی خود بخود ختم ہو گئی ، میرا حق ہے کہ میں اسے یہاں پیش کروں

[Qazi Abdul Latif]

اب اس کے بعد یہ ہے کہ خان بہادر صاحب کو اس پر کیوں اعتراض ہے کہ اگر میں کمیٹی کے دوسرے نام تجویز کرتا ہوں اور میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ نفاذ شریعت آرڈیننس جو آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے اس کو اور اس کو دونوں کو لایا جائے جہاں تک ہمارے محترم اعتزاز صاحب کے ارشادات کا تعلق ہے میں انکی معلومات کے لیئے یہ عرض کروں گا اس لیئے کہ اس وقت تو یہ شاید ہماری کارروائی دیکھتے بھی نہیں ہوں گے ان کی معلومات کے لیئے عرض ہے کہ متحدہ شریعت محاذ بنایا گیا تھا جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء موجود تھے اور سب کا اتفاق تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اسی پر اتفاق نہ ہو اور آپ کہیں کہ زید، عمر یا بکر نے اس کی مخالفت کی تو میں سمجھتا ہوں کہ مکتب فکر کی مخالفت نہیں تھی کسی شخص کی مخالفت تھی، تیسری بات کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مکتب فکر کے علماء حضرات موجود ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اس پر رپورٹ دی ہے ہم نے اس پر بھی اتفاق کیا تھا اور آج بھی اس پر اتفاق کرنے پر تیار ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ میری تحریک منظور کی جائے کہ ایک نئی کمیٹی بنائی جائے اور اسے بنانے کا حق مجھے حاصل ہو گا۔ بحیثیت محرک ہونے کے تو میں اس وقت آپ کو وہ نام بتا دوں گا کہ اس کے تحت یہ کمیٹی تشکیل دے کر اس کو time limit دی جائے کہ اتنی میعاد کے اندر اندر وہ اپنی رپورٹ پیش کرے۔

<u>جناب اعتزاز احسن</u>: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں

مولانا صاحب نے بجا طور پر فرمایا کہ ایک حد تک اس پر اتفاق تھا یہ recognize کرتے ہیں میں یہاں تک کہتا ہوں کہ شریعت کے معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ آئین کا تقاضا ہے، بات شریعت کی ہے شریعت بل پر ہم اور اس حکومت کی بڑی واضح پوزیشن ہے کہ آئین کا تقاضا ہم بالکل پورا کرنا چاہتے ہیں۔ بالکل committed ہیں آئین کا تقاضا پورا کرنے کے لیئے، لیکن آپ جس طرح کہہ رہے ہیں کہ کسی نے اختلاف نہیں کیا ہم تو جرأت نہیں کر سکتے ہم تو بہت چھوٹے لوگ ہیں لیکن علماء میں سے بھی ایسے بھی تھے جنہوں نے اس شریعت بل کو .... ایک بہت بڑے عالم تھے علامہ احسان الہٰی ظہیر صاحب انہوں نے اس کو شرارت بل کہا تھا اب بات یہ ہے کہ سارے مکاتب فکر کا ایک consensus چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اعزاز صاحب، میرے خیال میں اس وقت اس controversy میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

جناب اعزاز احسن : ضرورت نہیں ہے جی لیکن میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمیں شریعت پر بالکل اتفاق ہے نمبر ۲ اس پر کہ شریعت بل اتفاق رائے سے نافذ ہونا چاہیئے۔ بل آنا چاہیئے اس پر بھی اتفاق ہے لیکن اتفاق رائے کس طرح ہو گا تو اس کے لیئے سینیٹ کا ہاؤس موزوں نہیں ہے رولز کے تحت کمیٹی زیادہ موزوں ہے، سب کی consensus ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب نے بھی یہی فرمایا ہے کہ فریش کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب اعتزاز احسن : اور جناب اس کے لیئے آپ ٹائم فکس نہ کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اعتزاز صاحب بغیر ٹائم کے تو یہ معاملے بہت suffer کر چکے ہیں ۔ ٹائم تو ہر معاملے میں ہونا چاہیئے بغیر ٹائم کے کام چلے گا نہیں ۔ اب ہاؤس نے فیصلہ کرنا ہے ، پروفیسر صاحب آپ کی کیا رائے ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : میرے خیال میں بہت consensus ہو گیا ہے اب قاضی صاحب باقاعدہ یہ تحریک پیش کریں کہ جو پچھلی کمیٹی بنی تھی اس کی ترمیم کرتے ہوئے اس کی جگہ ہم یہ نئی کمیٹی تشکیل کر رہے ہیں اور یہ کمیٹی اتنی مدت کے اندر اپنی رپورٹ ایوان کے سامنے پیش کرے گی ۔ اور اس کمیٹی میں وزیر مذہبی امور اور وزیر انصاف دونوں موجود ہوں تاکہ ہم ان سے استفادہ کر سکیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : صحیح ہے ، قاضی صاحب آپ تحریک پیش کر دیں ۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! ۴ اکتوبر ۱۹۸۷ کو جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کمیٹی کو ختم تصوّر کیا جائے اور اس کی بجائے یہ ایک نئی کمیٹی رکھی جائے اور اس کے سپرد یہ بل کر دیا جائے ۔ اس کمیٹی کے اراکین یہ معزز سینیٹرز ہوں گے ۔

پروفیسر خورشید احمد صاحب

چوہدری محمد طارق صاحب

عبداللطیف

مولانا سمیع الحق صاحب

قاضی حسین احمد صاحب

نوابزادہ محمد علی خان صاحب

حاجی گلاب خان

جناب مفضل آغا صاحب

خان بہادر خان صاحب وزیر مذہبی امور

سید افتخار گیلانی ، وزیر عدل و انصاف

جناب محمد ہاشم خان صاحب

ڈاکٹر بشارت الہٰی صاحب

جناب غلام علی لالیکا صاحب

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب ، قاضی صاحب نے تحریک پیش کی ہے کہ گذشتہ کمیٹی جو ۴ اکتوبر کو بنائی گئی تھی اس کو منسوخ کیا جائے اور اس کی جگہ ایک نئی شریعت کمیٹی شریعت بل کو ڈسپوز آف کرنے کے لیئے تشکیل دی جائے ، نام جو انہوں نے بتائے ہیں وہ آپ نے سن لیئے ہیں قاضی صاحب اس میں ایک ترمیم یہ بھی ہے کہ وزیر مذہبی امور اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے ۔

قاضی عبداللطیف : ٹھیک ہے وہ تو قواعد کی رو سے ہوگا ۔

خان بہادر خان : جناب والا ! اگر دوست مناسب سمجھیں تو اس کمیٹی میں وزیر داخلہ بھی ہوں تو بہتر ہوگا ۔

قاضی عبداللطیف : میں گزارش کروں کہ یہاں وزیروں کی بھرمار اس طریقے سے نہ کیجئے جس طریقے سے آپ نے وزیر بنا دیئے ہیں ۔

خان بہادر خان : باقی وزیروں کی میں بات نہیں کرتا ، کیونکہ شریعت کا معاملہ جو ہے اس کا تعلق وزارت داخلہ سے امن و امان کے سلسلے سے تعلق رکھتا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : امن و امان کا مسئلہ ، اس کی ذمہ داری تو ان کی ویسے بھی ہے تو پھر قاضی کی موشن کی حمایت میں ایوان کی رائے کیا ہے ۔

(The motion was adopted unanimously)

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب آپ نے وقت پھر نہیں مقرر کیا ۔

قاضی عبداللطیف : اس کے لئے دو مہینے دیجئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : دو مہینے کافی ہیں ۔

خان بہادر خان : جناب وقت کا ذکر تو ان کی موشن میں تو ہے نہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ہم نے موشن کو ٹکنیکی بنیادوں پر تو کرنا نہیں ، مطلب تو کام کرنے سے ہے ، یہ دو مہینے کے اندر ہاؤس میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی ، شکریہ !

Khan Bahadur Khan : I don't mind.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. The motion is carried unanimously.

جناب سرتاج عزیز : جیسے قاضی صاحب نے تجویز کیا یہ بھی اس کی ٹرم آف ریفرنس میں add کیا جائے کہ شریعت آرڈیننس جو اب بل کی شکل میں موجود ہے ۔

The Committee will take that into account.

کیونکہ پرائے ٹرمز آف ریفرنس میں یہ اس وقت نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : خان بہادر خان صاحب آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے کہ آرڈیننس اور بل کو ایک ساتھ لیا جائے۔

قاضی عبداللطیف : وہ تو خود بخود اس میں آگیا ہے۔

سید افتخار حسین گیلانی : کوئی اعتراض نہیں، consensus ہونا چاہیئے۔

Mr. Deputy Chairman : You don't have any objection if ٹھیک ہے it becomes a part of the motion.

Khan Bahadur Khan : I don't mind.

FURTHER DISCUSSION ON THE MOTION *re* : LITERACY AND MASS EDUCATION COMMISSION

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Next, Professor Khurshid Sahib. Next. Further discussion on the following motion moved by Prof. Khurshid Ahmed on 18th September, 1988. This House may discuss the performance of the Literacy and Mass Education Commission with a particular reference to the *Nai Roshni* Schools.

Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! یہ وہ بدقسمت یا خوش قسمت تحریک ہے جس پر ہم اس ایوان میں تقریباً آٹھ نو مہینے سے اور تین مختلف حکومتوں کے دور میں غور کر رہے ہیں اس پر گفتگو جناب جونیجو صاحب کی وزارت کے زمانے میں شروع ہوئی تھی پھر کیئرٹیکر گورنمنٹ کے زمانے میں اس پر گفتگو جناب جونیجو صاحب کی وزارت کے زمانے میں شروع ہوئی تھی پھر کیئرٹیکر گورنمنٹ کے زمانے میں اس پر گفتگو ہوتی رہی اور اب پیپلز پارٹی کی حکومت کے دور

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں اس پر بحث کر رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ بحث اگر مکمل ہو جائے تو اچھا ہے۔ جناب والا! جیسا کہ موضوع آپ کے سامنے ہے تعلیم اور اس میں خصوصیت سے خواندگی کا مسئلہ literacy یہ وہ بنیادی issues ہیں جس پر ہم بحث کر رہے ہیں جناب والا! مختلف قسطوں میں جو معروضات میں نے اب تک آپ اور آپ کے توسط سے اس ایوان اور قوم کے سامنے پیش کی ہیں ان میں سب سے پہلی چیز ہے تعلیم جو اس ملک میں سب سے زیادہ neglected area رہا ہے ہم زبانی جمع خرچ بہت کرتے رہے ہیں ہر حکومت نے کہا کہ تعلیم بڑی اہمیت کی حامل ہے اور نئی نسلیں ہمارے مستقبل کی ضمانت ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ تینوں پہلوؤں سے یعنی تعلیم کا تصوّر، نظام اور پالیسی نمبر ۲۔ تعلیم کے لیئے مالی اور انسانی وسائل کی فراہمی اور نمبر ۳۔ وہ ایڈمنسٹریٹر نظام جس کے ذریعے سے اس تعلیمی پالیسی پر عمل ہو سکے اور ملک میں حقیقی تعلیمی انقلاب آ سکے یہ تینوں جو ہیں یہ نظر انداز کیئے گئے ہیں۔

جناب والا! میری اس تحریک کا اصل مقصد یہ ہے کہ یہ ایوان حکومت اور قوم کی توجہ تعلیم کے مسئلے پر مرکوز کرے اور خواندگی کمیشن جس پر وسیع وسائل خرچ کیئے گئے ہیں جس کے بارے میں بڑی امیدیں دلائی گئی تھیں اور ایک موقع پر تو یہاں تک کہہ دیا گیا تھا کہ ۱۹۹۰ء تک سو فیصد خواندگی حاصل ہو جائے گی یہ سب لوگوں کو دھوکہ دینے والی چیزوں ہیں ہمیں یہ رویہ ختم کرنا چاہیئے۔ حقیقت پسندانہ انداز میں realistically, scientifically پلان بنایئے نظام بنایئے اور اس پر کام کیجئے میں نے عرض کیا تھا کہ کوئی لٹریسی پرائمری

ایجوکیشن کے بغیر نہیں ہو سکتی یہ ایک غلط مفروضہ ہے کہ اگر وہ روپیہ لٹریسی پروجیکٹس پر خرچ کر دیں صرف اسی وقت اس ملک میں حقیقی لٹریسی آ سکتی ہے جب پرائمری ایجوکیشن کو آپ بنیاد بنائیں اور پرائمری ایجوکیشن کو یونیورسل بنیادوں پر لازمی تعلیم کی حیثیت سے ایک نیشنل سلیبس کے تحت انٹروڈیوس کریں اور پھر اسے اس طرح انٹروڈیوس کریں کہ عوامی سطح کے اوپر لوگ خود اس میں participate کریں ہم نے اب تک بلڈنگوں پر اور دوسرے منصوبوں پر خرچہ کیا ہے ہم نے استاد پر اور تعلیم motivation کو جس میں ہم لوگوں کو involve کر سکیں اہمیت نہیں دی۔

جناب والا! میں نے پچھلی مرتبہ کچھ اعداد و شمار پیش کیے تھے اور بتایا تھا کہ جو پلان لٹریسی کمیشن نے بنایا ہے اور جو اس کی پرفارمنس رپورٹ آئی ہیں وہ ہرگز تسلی بخش نہیں ہیں میں اس بات کا منکر نہیں ہوں کہ کچھ اچھا کام بھی انہوں نے کیا ہے اور خاص طور پر انہوں نے جو کتابیں تیار کی ہیں جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور ان میں سے چند کو میں نے مفید پایا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ concept کا درست ہو اور وہ concept یہ ہے کہ لٹریسی اسی وقت اس ملک میں آ سکتی ہے جب پرائمری ایجوکیشن یونیورسل ہو۔

نمبر ۲۔ آپ یہ کریش پروگرام بنا سکتے ہیں عام آدمیوں کے لیئے ان افراد کے لیئے جیسے آپ adult education کہتے ہیں اور adult education پر یونیورسٹیوں نے بڑا کام کیا ہے بڑے تجربات موجود ہیں ہمارے اپنے تجربات موجود ہیں ان سے فائدہ اٹھایئے

[Prof. Khurshid Ahmed]

اور ان کی روشنی میں adult education کا ایک ایسا پروگرام بنائیے
جس میں انکو کچھ دین کے بارے میں کچھ ملک اور اس تاریخ اور نظام
کے بارے میں اور کچھ اجتماعی زندگی ، سوک لائف کے بارے میں بتایا
جائے۔ بجائے اس کے کہ ہم لٹریسی کے نام پر ان کو کچھ سبق یاد کرا دیں۔
کوئی صورت ایسی ہونی چاہیئے کہ ہم ان کو بہتر شہری بنا سکیں یہ کام
آپ کا ٹی وی بھی کرے ، آپ کا ریڈیو بھی کرے آپ کے صنعتی ادارے
بھی کریں آپ کی مساجد بھی کریں اسی طرح ایک
programme ہو لیکن اصل لٹریسی پرائمری ایجوکیشن سے حاصل ہو گی یہ
comprehensive ہے بنیادی نکتہ جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا ! اس کے لیئے جن تین چیزوں کی ضرورت ہے یعنی
vision کا درست ہونا وسائل کا فراہم کیا جانا اور ایسی مشینری
بنانا جس کے ذریعے اس پر عمل کیا جا سکے یہ کام آپ کیجیئے اور اس
طرح فی الحقیقت ہم ایک تعلیمی انقلاب کی بنیاد رکھ سکیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ کوئی اور صاحب بولنا چاہتے ہیں۔
نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : بسم اللہ الرحمن الرحیم ، بے علم نتوان
خدارا شناخت۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ثبوت کے لیئے قرآن شریف میں بار بار
کہتا ہے افلا تبصرون ، افلا تعقلون ۔ افلا تاخرون کہ تم میری تخلیق میں کیوں
سوچ نہیں کرتے ، اس کو دیکھتے کیوں نہیں ہو ، اگر کوئی شخص اللہ
تعالیٰ کی تخلیق میں غور وفکر کرے ، اس کے میکینیزم کو سمجھے تو یقیناً انسان

اللہ پر یقین کامل لے آئے ۔ مگر تعلیم صرف ایک زبان، ایک خاص ملک کی تہذیب سیکھنے کا نام نہیں ہے ، الفاظ و تحریر کے ذریعہ سے اپنے خیالات کا اظہار تو کر سکتے ہیں لیکن حصول علم کے لیئے بہت سارے عمیق مطالعے بڑی تحقیق کی ضرورت ہے اور خاص کر ایک مسلمان کے لیئے قرآن کے سوا اور کوئی بھی ایسی کتاب نہیں ہے جس سے انسانیت کو ارتقا ملے یا اس میں روحانی قدریں اس قدر بڑھ جائیں جس کے لیئے اللہ کہتا ہے۔ کہ انسان بالکل خسارے میں ہے ، ماسوائے ان کے جو اس پر ایمان لایا عمل کے ساتھ نیک اور حق کا ساتھ دیا ، اور صبر کا دامن تھام لیا ، اب اس انسان کو ایک صحیح شکل اور ایک صحیح تصور اور صحیح مقصد دینے کے لیئے اس کے سوا اور کوئی علم نہیں جب تک قرآن کو سامنے رکھ کر اور رسول اللہ کے احکامات کے مطابق قدم نہ اٹھائے ، انسان اس مرحلے کو نہیں پہنچ سکتا ، چاہیے وہ ہمیشہ اسفل السافلین رہے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی تین بنیادیں ہیں ، ایک بنیاد دین ہے دوسری بنیاد ٹیکنالوجی ہے تاکہ ایک آدمی اپنی زندگی میں اپنی روزی کمانے کے لیئے ایک ایسا لائحہ عمل اختیار کر سکے ، ایک ایسا فن رکھتا ہو۔ جس سے وہ کسی کا محتاج نہ ہو ، جیسے کہ آجکل ماسوائے سرکاری نوکری کے ، اس کے پاس کوئی بھی فن نہیں ہوتا ہے ، جب وہ تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو یا تو وہ سیاسی چکر میں پھنس جاتا ہے یا کہیں اسے کلرکی مل جاتی ہے ۔ یہ کوئی اس ملک کی خدمت نہیں ہے ، نہ ہی ذہنی طور پر یہ خدمت ہے اور نہ اس رزق کے اعتبار سے خدمت ہے ۔

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

تیسری چیز یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے، مکمل ضابطہ حیات ہے، اور اس ضابطہ حیات کو مکمل طریقے سے لانے کے لیئے اس کو تحفظ دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہاد فرض کیا۔ یہ جو تعلیم کا لازمی جزو ہے وہ ہے فوجی تعلیم، جب ہم کہتے ہیں کہ جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے تو پھر اس کی تعلیم بھی لازمی فرض ہوتی ہے۔ اور اگر یہ کچھ پہلے سے کرتے تو آج نہ ہم خسارے کے بجٹ میں ہوتے اور نہ ہم مقروض ہوتے بلکہ ہم خوشحال بھی ہوتے، محفوظ بھی ہوتے اور شرافت بھی یہاں ہوتی۔ اور ترقی کے لیئے راستے بھی کھلے ہوتے۔ یہ سب چیزیں انگریز کی ڈیڑھ سو سالہ اس غلامی نے ہم سے چھین لیں۔ یہاں تک کہ ہماری تاریخ کو بھی بدل ڈالا۔ ہم سمجھ نہیں رہے کہ ہمیں کہاں جانا ہے، ہمارے پاس کوئی مقصد ہی نہیں ہے کہ ہم کس طرف جائیں، ہم کبھی اپنا رخ ماسکو کی طرف کرتے ہیں یا امریکہ کی طرف کرتے ہیں، کبھی یورپ کی طرف کرتے ہیں، ہم نے کبھی اپنے آپ کو نہیں ٹٹولا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو نہیں سمجھا۔

انگریز کا مقصد کیا تھا، انگریز نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا، تو اس نے مسلمانوں کا تختہ الٹ دیا۔ انگریز کا ہندوستان میں دشمن صرف مسلمان تھا، اور مسلمان اس لیئے اس کا دشمن تھا کہ مسلمان جہاد کا علمبردار تھا، جہاد مسلمانوں پر فرض تھا، جہاد ان کا ایمان تھا اور جہاد کا جب تک یہ جذبہ بیدار رہا، انگریز کسی طریقے سے بھی امن سے حکومت نہیں کر سکا۔ چنانچہ ۱۸۳۴ میں میکالے نے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک تقریر کی، ایک سٹیٹمنٹ دیا اور اس کے الفاظ لگ بھگ

یہ تھے کہ

"We should create a class of interpreters who should be Indian in blood and colour but by ethos they should be anglicised. They should be interpreters between us and the Indian milieu."

ایک طرف تو یہ کام کیا ، آپ کو انگریزی سکھائی ، انگریزی کلچرل سکھایا آپ کے لیئے ملازمتوں کے دروازے کھول دیئے ، جس میں زیادہ سے زیادہ لوگ انسپکٹر ہوئے یا تھانیدار ہوئے یا پٹواری بنے ، جو لوٹ کھسوٹ میں رہے ، انگریز جو زبردست میخیں گاڑ گئے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو اس قماش کے تھے اور ان کا ذہن اس طرح کا تربیت یافتہ ہو گیا۔ دوسری طرف مسلمانوں کے ذہنوں سے جہاد کا تصور ختم کرنے کے لیئے ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈال دی گئی ۔ جنہوں نے یہ کہہ دیا کہ انگریز کا حکم ہم پر لازمی ہے ، وہ اس کا ترجمہ یوں کرتے تھے کہ تم بس خدا کی تابع داری کرو ، رسول کی تابع داری کرو اور جو حاکم تم میں سے ہو اس کی تابع داری کرو ۔ انہوں نے اس آیت کو یوں توڑ مروڑ کر پیش کیا کہ اب تو جناب ملکہ وکٹوریہ اولی الامر ہے ، وہ تو مادر وطن ہے ، ہم تو اس کے بچے ہیں ، اس کا سایہ ہم پر ہے ۔ اس کے خلاف تو ہم جا نہیں سکتے ۔ میرے پاس ایک لسٹ ہے Air Force کی ، ۱۹۴۷ میں ایک لسٹ نوٹیفیکیشن کے ذریعے جاری ہوئی کہ کون کون سے لوگ ایر فورس میں تھے ۔ انگریز کی یہ کوشش تھی کہ سروس میں ، فوج میں سب سے زیادہ اس طبقے کے لوگ بھرتی کریں تاکہ سب سے زیادہ یہ loyal رہیں۔ ایک تو آدمی پوسٹ کے لیے loyal ہوتا ہے دوسرا ذہن کے لحاظ سے بھی loyal ہوتا ہے ۔

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

ہمیں اس تعلیم کو یکسر تبدیل کرنا پڑے گا۔ یہ ہمارے فائدے کی چیز ہے۔ موجودہ نظام تعلیم میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب انگریزی میں بات کریں تو یہ تعلیم ہے۔ میں اس سلسلے میں ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ ایک سکھ لندن گیا۔ جب وہ وہاں سے واپس گھر آیا تو اس سے کسی نے پوچھا کہ سردار جی، لندن نے کتنی ترقی کی ہے۔ اس نے کہا واہ جی، کیا پوچھتے ہو وہاں تو بچہ بچہ انگریزی بولتا ہے۔ ہم ترقی کو انگریزی بولنے کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ ہم نہ جہاز بنا سکتے ہیں نہ ٹیکنالوجی میں ماہر ہیں اب تک ہم نہ تو موٹر کے پورے پارٹس بنا رہے ہیں، نہ ہم کو اکنامکس کا پتہ ہے نہ ہم کو فنانشل پراسس کا پتہ ہے۔ ہمیں کسی چیز کا پتہ نہیں ہے ہمارے سامنے جو پروفیسر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان جیسے ہمارے پاس ایسے کئی ماہرین ہونے چاہئیں، ہزاروں کی تعداد میں ہونے چاہئیں، ٹیکنیکل فیلڈ میں ہزاروں کی تعداد میں افراد ہونے چاہئیں۔ سائنسدان ہونے چاہئیں ..... اچھے ادارے ہونے چاہئیں تھے۔ قرآن کو سمجھنے والے لوگ ہونے چاہئیں۔ قرآن شریف میں ۴۰۰۰، ۲۷ ہزار علوم ہیں۔ اب آپ بتائیے، آج آپ ٹی وی پر بتاتے ہیں کہ Oil Zone کو بڑا خطرہ ہے اور قرآن میں آیا ہے کہ لاتخسروالمیزان کہ توازن میں گڑبڑ مت پیدا کرو۔ آپ کاربن کو زیادہ کرتے ہیں، جب آپ جنگلات کو کاٹتے ہیں تو اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن شریف نے پہلے ہی کہہ دیا ہوا ہے۔ مگر آپ کی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

گواہی کے بارے میں قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہاتھ، پاؤں تم پر گواہی دیں گے ۔ یہ اگر ہم نہ سمجھیں تو ہم احمق ہیں، ہم نے اس کو نہیں سمجھا ۔ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ تمہارے جسم کا ہر عضو تم پر گواہی دے گا ۔ آجکل ڈی این اس کا ثبوت ہے، آج ڈی این سے لوگ یہ ثابت کر سکتے ہیں اگر آپ نہیں سمجھتے تو آپ کا قصور ہے خدا نے آپ کو مکمل کتاب دے دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تعلق صرف چند پرائمری سکولوں سے نہیں ہے ۔ یہ چند لوگوں کو بھرتی کرنے سے تعلق نہیں رکھتا ہے ۔ ہمارے پاس لوگ آتے ہیں کہ سفارش کر دیں ۔ اس کا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ایسے بھی لوگ ہیں کہ پیسے بھی لیتے ہیں اور کام نہیں کرتے ہیں ۔ کیوں کہ کریکٹر نہیں رہا ۔ ہمیں تو صرف سیاست آتی ہے ۔ لیکن سیاست بھی کریکٹر سازی سے آتی ہے، اور کریکٹر سازی دین سے آتی ہے ۔ جس شخص کا کریکٹر نہیں ہے ۔ جس کا ایمان نہیں ہے، جو فعال نہیں ہے، جس کا زبان اور فعل کے ساتھ تعاون نہیں ہے ۔ اس کو آپ کیا کہیں گے، اس کو آپ جو چیز بھی دے دیں گے وہ برداشت کرے گا دنیا کا ہر کام اس کے حوالے کر دیں وہ اس کو برداشت کرے گا ۔ سیاست میں آئیں گے تو عوام کے ساتھ اور تعلیم میں آئیں گے تو یہ لوگ بچوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے ۔ پولیس میں آئیں گے تو اپنی جیب بھریں گے ۔ پھر مجھے سکھ صاحب یاد آ گئے ہیں کیوں کہ وہ ہمارے ساتھ بہت عرصہ رہے ہیں ۔

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

ایک سکھ policeman نے ایک آدمی کا چالان کیا ، اس نے سردار جی سے پوچھا " ساڈا قصور کی اے " سردار جی بولے " تسیں اگر قصور نہ کرو تو کیا میں چلان نہ کراں ۔،، یعنی ایسے اختیارات سے آپ لوگوں کو نوازتے ہیں ، اور پھر آپ کہتے ہیں کہ کرپشن نہ بڑھے ۔ inefficiency کیوں ہے"۔ اس لیے کہ آپ میں ایمان نہیں ہے آپ اپنے اعمال سے خدا کے سامنے خطرہ محسوس نہیں کرتے کہ وہ مجھ سے پوچھ گچھ کرے گا ۔ اگر انسان کے دل میں یہ خطرہ ہو کہ خدا اس سے پوچھے گا اور حساب کتاب ہو گا ۔ تو یہ کبھی بھی غلطی نہیں کرے گا ، وہ کبھی بھی حق بات کہنے سے نہیں ڈرے گا ۔ حق چھپانے والے وہ لوگ ہیں ، زمانہ ساز وہ لوگ ہیں جو کسی سے توقع رکھتے ہیں ۔ لیکن جس کو خدا سے توقع ہوتی ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا ۔ یہ تعلیم جب تک سکولوں میں نہیں ہو گی ، اس وقت تک ہم معاشرہ کی اصلاح نہیں کر سکتے اور ہم آگے نہیں بڑھ سکتے ۔

میرے خیال میں تعلیم کی سب سے زیادہ اہمیت ہے ۔ اس کے بعد دوسری اہمیت ملک میں امن وامان کی ہے ۔ اگر ملک میں امن وامان ہوگا تو ملک میں کارخانے لگیں گے ۔ کارخانے بھی اس وقت قائم ہوں گے جب آپ ٹیکنالوجی حاصل کریں گے ۔ جب آپ سائنس کی تعلیم حاصل کریں گے ۔ حکومت بھی اس وقت صحیح ہو گی جب حکومت کے آدمی خدا سے ڈریں گے ۔ جو لوگ خدا سے نہیں ڈریں گے ، ان کے ہاتھ میں آپ جو کام بھی دے دیں گے ، اس میں وہ جھوٹ بھی بولیں گے ، دھوکہ دیں گے اور وہ اس کو سیاست سمجھیں گے ، حالانکہ سیاست کا یہ مطلب

نہیں ہے ۔ سیاست کا مطلب جو خدا نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ تم خیرالامت ہو ۔ امر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر کرو آج کل بہتر فرقے اسی لیئے بنے ہیں ۔ "علم ، اور زبان" سے ہی وہ اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں ۔ اس لیئے میں کہتا ہوں کہ ایک پالیسی اس قسم کی رکھنی چاہیئے کہ جس میں تینوں بنیادی موضوع ہوں ۔

اگر ماسٹر صاحب بچوں کے ساتھ سگریٹ پیتے ہیں تو اس سے بچے کیا سیکھیں گے ۔ ایجوکیشن میں تین چیزیں ہوتی ہیں ۔ ایک تو انسٹیٹیوشن ہوگیا ، تسلیم شدہ ادارہ ہے مسجد ہے ، پرائمری اسکول ہے ، دوسرا ، پبلک پلیٹ فارم ہے ، پبلک پلیٹ فارم بھی ایک بڑا ذریعہ تعلیم کا ہے ۔ تیسرا visual aids ہے visual aid ، اسے کہتے ہیں جیسے کوئی فلم ہو ، کوئی سائنس کی فلم ہو ۔ اس قسم کی چیزیں ۔ اب آپ کے ہاں جو فلمیں بنتی تھیں اس پر مجھے او ایس ڈی لگایا اور سنسر کے لیئے سپیشل رپورٹ لکھنے کے لیئے کہا ۔ میں نے اس پر رپورٹ لکھی میں نے کہا کہ فلم بنانے کے لیئے پہلے اسٹوری ہوتی ہے ، پھر اس کے بعد ایکشن ہوتا ہے آپ اس وقت فلم کو سنسر کرتے ہیں جب یہ تمام مرحلے گذر جاتے ہیں ۔ پھر ایکشن سنسر کریں ، پھر اس سے مطلوبہ نتیجہ نکلے گا کہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں ، اخلاقی ہو یا تاریخی ہو جو بھی ہو ۔ اب لوگ لاکھوں روپے خرچ کر کے فلم تیار کرتے ہیں آخر میں آپ پیسے لیکر کاٹ دیتے ہیں یا چھوڑ دیتے ہیں ۔ تو یہ تین چیزیں ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہیئے ۔ لیکن بات یہ ہے ہمارے سیاستدانوں نے اس طرف توجہ نہیں دی ہمارے ہاں تو پیسے کے لین دین کی بات

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

ہوتی ہے ہم یہی کچھ زندگی سمجھتے ہیں لیکن یہ زندگی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر باقاعدہ بحث ہو اور اس کے لیئے کمیٹی قائم کی جائے جس میں اچھے اچھے سکالرز ہوں تاکہ اس کے لیئے اچھی پالیسی مرتب کریں اور لڑکوں کے اوپر جو اتنا بوجھ ہے وہ بھی ہلکا ہو جائے مقصد ٹیکنالوجی سے ہے میں نے اس پر پندرہ سال قبل کچھ لکھا تھا جو میرے پاس موجود ہے وہ یہ کہ دس سال کا کورس ہو، دس سال بعد آپ سپیشلائیزیشن شروع کریں ڈاکٹری کرنا ہے آفیسری کرنا ہے linguistic course کرنا ہے تو کرے تاکہ ہر شخص کو روزی حاصل ہو سکے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں یہی سفارش کروں گا کہ اس پر بحث ہو اور تعلیم کے لیئے خاص لوگوں کی ایک کمیٹی بنا دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب چیئرمین! جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے

Literacy Mass Education Commission with special reference to the *Nai Roshni* Schools.

حضور والا! اس کو اتنا طول دے کر مشرق سے مغرب تک سب باتیں سامنے لائی گئی ہیں۔ لیکن کسی نے مداخلت کرنے کی جرأت نہیں کی میں کوشش کروں گا کہ میں اپنی معروضات کو مختصر کرتے ہوئے اپنی حدود کے اندر بیان کروں۔

حضور والا! سابقہ حکومت نے ببانگ دہل یہ نعرہ لگایا کہ ۲۶ فیصد خواندگی کو ہم بڑھا کر ۹۰ فیصد تک لے جائیں

گے اور اس سلسلہ میں انہوں نے اچھے اقدام بھی کئے۔ بارہ ہزار نئی روشنی سکول کھولے اور وہاں اساتذہ کو ملازمت دی گئی اور نہایت اچھے طریقے سے وہ سکول چلنے شروع ہو گئے۔ لیکن تجربتاً یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ سکول برائے نام سکول رہ گئے ہیں اس کے متعلق اشارہ نہیں کیا گیا نیت تو نیک تھی ارادے تو نیک تھے لیکن وہاں جو اساتذہ part-time کام کرتے ہیں تین چار گھنٹے ان کو ڈیوٹی کرنی پڑتی ہے وہ کما حقہ اپنے فرائض انجام نہیں دیتے۔ اور ان سکولوں میں وہ ایسے طلباء کو داخل کرنے کے در پے ہو گئے ہیں جو ان کو پڑھے ہوئے بازار اور گلیوں سے مل جاتے ہیں۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ ایسے سکولوں کا سروے کیا جائے اور بے اعتدالیوں کو ختم کیا جائے تاکہ قوم کو نقصان نہ ہو اور قومی رقوم بے فائدہ نہ جائیں۔

حضور والا! اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک پرائمری تعلیم کا تعلق ہے موجودہ پرائمری سکول جو اب حکومت کی تحویل میں ہیں، کھل تو بے دھڑک رہے ہیں ایسے طریقے سے اور غیر ضروری کھل رہے ہیں کہ جن کی صحیح پلاننگ نہیں ہوئی میں اس حکومت سے درخواست کرونگا کہ سکولوں کی افادیت کو دیکھتے ہوئے منصوبہ بندی کے تحت کھولنے کی ہدایت کریں۔ تاکہ ایسے سکول نہ کھل جائیں جو گلی گلی تو ہوں لیکن وہاں ٹاٹ بھی نہ ہوں عمارت بھی نہ ہو، اگر ہو تو ٹپکتی ہو یا درختوں کے سائے تلے لوگ پڑھتے ہوں۔ حضور والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں

[Mr. Shad Muhammad Khan]

گا کہ پرائمری تعلیم کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ اسے سنبھالا دینا نہایت ضروری ہو گیا ہے اساتذہ. بجائے میٹریکولیٹ لینے کے اچھے ٹرینڈ اساتذہ بھرتی کیئے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی حبارت سے کہوں گا کہ اس قباحت کی وجہ سے پرائیویٹ سکول like Mushroom کھل گئے ہیں ۔ نہ ان پہ کنٹرول ہے نہ ان کی پلاننگ ہے نہ انکی اصلاح کی جا رہی ہے اور لوگوں کا رجحان سرکاری سکولوں سے ہٹ کر ان کی طرف پھر گیا ہے. لہذا حکومت کو ایک قانون بنانا چاہیئے تاکہ ایسے سکولوں کو کنٹرول کیا جائے اور انکی شرح فیس مقرر کی جائے. جہاں جس کے دل میں آتا ہے من مانی فیس مقرر کرتا ہے اور نتائج آپ کے سامنے ہیں. لوگوں نے ذرائع وسائل کو دیکھتے ہوئے مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے ان سکولوں کو تعلیم کا ذریعہ بنا لیا ہے اس لیئے کہ انہیں یہ بات سامنے نظر آرہی ہے کہ یہاں ان کے بچے اچھی طرح تعلیم حاصل کریں گے جو کہ ہمیں سرکاری پرائمری سکولوں میں میسر نہیں آتی لہذا حکومت کو توجہ دینی چاہیئے اسکی اصلاح نہایت ضروری ہے اور ایسے انقلابی اقدام ہونے چاہئیں تاکہ خواندگی عام ہو اور لوگ اس سے مستفید ہوں. شکریہ !

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! تعلیم کی جو اہمیت ہے اس وقت میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا اتنی بات کافی ہے کہ آدم علیہ السلام کی برتری ثابت کرنے کے لیئے ملائکہ پر اسی کا تذکرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خصوصی تعلیم دی ۔ ملائکہ کرام سے پوچھا

تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی برتری ملائکہ پر تعلیم کے ذریعہ سے ثابت کرائی ۔ آج ہمارے دور میں تعلیم کا تذکرہ کیا جاتا ہے لیکن جب بحث کی بات آتی ہے تو اس میں تعلیم کی کمیت کی طرف تو توجہ دلائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ آج دنیا میں ہم ندامت محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان میں ۲۵ فیصد یا ۲۸ فیصد تعلیمیافتہ ہیں اور باقی غیر تعلیمیافتہ ہیں لیکن تعلیم کی کیفیت کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے کہ اسکی کیفیت کیا ہے اس وقت ہمارے اداروں میں تعلیم کی جو کیفیت ہے اور اس کا جو نصاب اور نظام ہے یہ دونوں چیزیں محل نظر ہیں کمیت کو بڑھانا یہ بھی ہمارے فرائض میں سے ہے لیکن کیفیت کی طرف توجہ کرنا یہ اس سے زیادہ اہم ہے ۔ اس وقت تک یہ کہا جارہا ہے کہ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں میں بھی یہ کہتا ہوں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم ہمارے فرائض میں سے ہے ۔ ہمیں قرآن کریم نے کہا ہے کہ تمہارا یہ فرض ہے کہ تم سائنس کی ترقی میں ، اسلحہ کی ترقی میں اور اسی طریقے سے دوسری چیزوں کے حصول میں جسکی بنیاد پر آپ اپنے دشمنوں اور خدا کے دشمنوں کو مرعوب کر سکیں آگے بڑھیں کسی وقت ہم سائنس کی دنیا میں امام تھے ۔ ہم کسی سے پیچھے نہیں تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ ہماری تعلیم کی کیفیت خدا شناسی بھی تھی اور اگر اس کے اندر خدا شناسی نہ ہو جیسا کہ آج ہماری تعلیم گاہوں سے اللہ کا نام غائب ہو رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اساتذہ اور طلباء کے

[Qazi Abdul Latif]

درمیان ہمیشہ کشیدگی رہتی ہے اور اس وقت دنیا کے وہ ممالک جو اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہتے ہیں شاید آپ کی نظر سے گذرا ہوگا سر سٹیفورڈ نے ۱۹۴۸ء میں پاکستانی طلباء کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس وقت دنیا مادی ترقی اور روحانی ترقی کے دو پلڑوں میں تُل رہی ہے اگر مادی ترقی روحانی ترقی سے آگے نکل گئی اور اس پر روحانیت کا پہرہ ثابت نہ ہوا تو دنیا کی تباہی یقینی ہے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے مذہب کو خارج تو کر دیا ہے لیکن ہم نے جو ترقی کی ہے وہ یورپ کی ترقی کی طرح ہے کہ

یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد
درجہاں آئین لادینی نہاد

آج خود ہی اسی پر پشیمان ہیں کہ ہم نے کیا کر دیا ہے اور ہم تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔

میں گزارش کروں گا کہ تعلیم کے سلسلے میں نئی نسل کو اس قابل بنانا کہ وہ دنیا کی امامت کرے اور اس ملک کو مستحکم کرے اور وہ عالم اسلام کی قیادت کرے اس کے لیئے ضروری ہے کہ ہم تعلیم کی کمیت میں بھی اور تعلیم کی کیفیت میں بھی تبدیلی لائیں۔ یہ صحیح ہے کہ ہم تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ لیکن اس سے بہت زیادہ ضروری اور صحیح یہ ہے کہ ہم تعلیم کی کیفیت کو بدلیں اور ان لوگوں کے اندر خدا شناسی کا ایک شوق پیدا کریں۔ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ علم جس کے اندر خدا شناسی نہ ہو اور اپنی پہچان نہ ہو کہ میں کیا ہوں اور میں نے کیا کرنا ہے۔ وہ بیکار ہے۔ میں کیا

گزارش کروں ۔ اس کے لیئے ضروری یہ ہے کہ اساتذہ کے اندر اور تعلیم کے منتظمین کے اندر ایک جنون جیسا جذبہ موجود ہو ۔ میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کروں ہمارے علاقے کا واقعہ ہے ۔ قدیم طرز کی درسگاہیں ہیں ۔ طالب علم آتا ہے استاد کے پاس ۔ اسے کہتا ہے کہ جناب والا میں بہت دور سے آیا ہوں اور آپ کی شہرت سن کر آیا ہوں ۔ مہربانی کر کے مجھے جگہ دیجیئے ۔ کھانے کا انتظام محلے والوں یا شہر والوں کے ذمے ہوا کرتا تھا ۔ استاد نے کہا کہ جناب والا پہلے ہی طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے ان کے کھانے کا گزارہ بھی نہیں ہوتا اگر آپ کو بھی میں رکھ لوں تو مزید تکلیف ہو گی ۔ اس لیئے میں مجبور ہوں ۔ کیا کروں ۔ اس نے بڑا اصرار کیا ۔ اس نے کہا میں بھوکا بھی رہ لوں گا لیکن مجھے رہنا یہیں ہے ۔ استاد نے ایک زمیندار کو بلایا ۔ اس سے کہا کہ بھئی آپ کے گھر کا پانی ایک مزدور بھرتا ہے ۔ میرے پاس ایک طالب علم آیا ہے اس کے کھانے کا بندوبست نہیں ہے آپ کے گھر کا پانی وہ بھر دے گا اور آپ اس کو کھانا دے دیا کریں آپ کا بھی کام ہو جائے گا اس کا بھی کام ہو جائے گا لیکن ایک بات ہے آپ رات کو عشاء کے بعد گھڑے باہر رکھ دیجئے دروازے کے پاس وہ طالب علم جس وقت بھی مطالعہ سے اٹھے گا گھڑے بھر کر وہاں رکھ دے گا اور آپ جس وقت چاہیں گھر کے اندر لے جائیں ۔ اس نے کہا ٹھیک ہے حضرت اس استاد نے طالب علم سے کہہ دیا کہ برخوردار آپ کے کھانے کا بندوبست ہو گیا ہے فلاں زمیندار کے گھر جا کر وہاں سے

[Qazi Abdul Latif]

آپ کھانا لایا کریں ۔ یہ نہیں بتلایا کہ ان کو میں نے کیا کہا ہے اور کیا کیا ہے ۔ کچھ بھی نہیں بتلایا ۔ استاد رات کے وقت جاکر وہ گھڑے خود بھر کر وہاں رکھ دیتا تھا ۔ نہ زمیندار کو پتہ تھا نہ طالب علم کو پتہ تھا کہ درمیان میں بات کیا ہوئی ہے اور ڈیوٹی کس نے سنبھائی ہے ۔ اتفاقاً ایک دن زمیندار جب آیا تو اس نے دیکھا کہ استاد وہ گھڑے خود بھر کر لا رہا ہے ۔ اس نے کہا حضرت یہ کیا کر رہے ہو ۔ خدا کے لیئے آپ نے تو مجھے عضب میں مبتلا کر دیا ۔ اس نے کہا بھئی آپ کا بھی کام ہو رہا ہے اس کا بھی کام ہو رہا ہے مجھے اس میں کیا تکلیف ہے ۔ تو یہ ایک جنون تھا اور جس طریقے سے سرسید احمد خان کا جنون تھا کہ وہ تعلیم کے لیئے بھیک مانگنا بھی اپنے لیئے فخر سمجھتا تھا ۔ اس طرح جب تک یہاں پر یہ جنون پیدا نہیں کیا جائے گا اور ایسے اساتذہ اور ایسے منتظمین نہیں ہوں گے کہ وہ یہ سمجھیں گے کہ ہماری مادیت اور ہمارے ملک کا استحکام صرف اور صرف اسی پر ہے کہ ہم تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اس کی چاہے کیفیت ہو چاہے کمیت ہو ۔ دونوں کی طرف توجہ دینی ہو گی ۔ اس کے ماسوا پاکستان ترقی کر نہیں سکتا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! بہرہ ور سعید صاحب ۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔ سپیشل ریفرنس تو نئی روشنی تھا اس پر تو قاضی صاحب نے کچھ نہیں کہا ، جیسے شاد محمد خان صاحب نے فرمایا کہ کافی فصیح و بلیغ تقریر کر دی ہے اگر کوئی بات رہ گئی ہے تو بے شک آپ فرمائیں ۔

اخوند زادہ بہرہ ور سعید : جیسے شاد محمد خان صاحب نے فرمایا

کہ آج کی بحث کے لیئے جو تحریک ہے وہ Literacy & Mass Education Commission اور خاص کر نئی روشنی سکولوں کے حوالے سے ہے۔

جناب بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ دوسرے معاملات کی طرح جس پر کسی حکومت نے توجہ نہیں دی ان میں سے ایک تعلیم بھی ہے۔ انگریز جب ہندوستان آیا تو اس نے یہ پالیسی بنائی کہ جس طرح سے بھی ہو مسلمانوں کو تعلیم سے بے بہرہ کیا جائے اور ان کو اس کوشش میں خاصی کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن بعد میں سرسید احمد خان نے جو کوشش شروع کی اس سے کچھ مسلمانوں میں تعلیم آئی۔ جناب literacy اور علم میں فرق ہے۔ لکھنا پڑھنا اور علم حاصل کرنا یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہمارا تو سب سے پہلے مسئلہ اس وقت لکھنا اور پڑھنا ہے۔ جو figures and facts ہمارے پاس ۲۶ فیصد ہے اس ۲۶ فیصد میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو صرف اپنے دستخط کرنا جانتے ہیں۔ اس واسطے اس خواندگی کو عام کرنے کے لیئے یہ صحیح ہے کہ جونیجو صاحب کی حکومت نے نئی روشنی سکولوں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہزار سکول کھولے۔ ان کے لئے ایک ٹارگٹ دیا اس وقت اس پر بڑی توجہ دی گئی اور کافی لوگ اس سے مستفید ہوتے رہے۔ مگر اب جہاں میں گیا ہوں اور جہاں میں نے دیکھا ہے تو اس نظام کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی بلکہ ان کو discourage کیا جا رہا ہے۔

جناب میری گزارش ہے کہ پاکستان میں تعلیم کو عام کرنے کے لیئے پرائمری سکول تک تعلیم کم از کم مفت اور لازمی ہونی

[Akhunzada Behrawar Saeed]

چاہیئے ۔ اگر تعلیم مفت اور لازمی نہ ہو تو پھر جو خواندگی کا ہدف ہم چاہتے ہیں وہ ہدف ہم کبھی حاصل نہیں کر سکیں گے ۔ شہروں کی آبادی کو یا شہری لوگوں کو تعلیم کی جو سہولتیں حاصل ہیں ۔ اس کے علاوہ ہمارے جو دیہات میں لوگ رہتے ہیں ان کو وہ سہولتیں بالکل حاصل نہیں ہیں ۔ ہماری تعلیمی پالیسی جو بنی ہے اور بنتی رہی ہے میرے خیال میں ہم اسے انگریز سے لیکر آئے ہیں کہ ہم کلرک produce کریں یا وہ اصحاب produce کریں یا پیدا کریں جو کہ انگریزی بولنے میں فخر کرتے ہیں اور اردو بولنے میں انکو شرم محسوس ہوتی ہے یا اپنی زبان میں ان کو بات کرنے میں عار محسوس ہوتی ہے ۔ مجھے یاد ہے کہ جب پہلے پہل اقوام متحدہ میں ہمارا وفد گیا تو وہ دوسروں کے ساتھ انگریزی بولتے تھے اور آپس میں بھی انگریزی بولتے تھے ۔ ایک روسی نے پوچھا کہ کیا آپ کی اپنی زبان نہیں ہے ۔ اس پاکستانی نے کہا کہ ہے ۔ تو روسی نے کہا انگریز جو آپ کا حکمران تھا وہ تو جا چکا لیکن انگریزی سے آپ کو چھٹکارہ کیوں نہیں ملا ۔ اس ایوان میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بعض دوست اردو جانتے ہوئے بھی یہ فخر محسوس کرتے ہیں کہ وہ انگریزی میں بات کریں شاید بادشاہ کو پیغام مل جائے اور وہ خوش ہو جائے ۔ جناب میں گزارش کر رہا تھا کہ ایک ایسا نصاب تیار کرنا چاہیئے ایسی پالیسی تیار کرنی چاہیئے ۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب میں یہ کسی گورنمنٹ پر burden نہیں ڈالتا کہ یہ کس گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے ۔ یہ تو اس قوم کی ذمہ داری ہے جو بھی حکومت بنتی ہے وہ یونین سے تو پابندی

ہٹا لیتی ہے اور زور شور سے ان کو وہ آزادی دیتی ہے جیسے مادر پدر آزادی میں کہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب ، نئی روشنی سکولز کے ریفرنس پر بات کریں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب میں وزیر صاحب کے سوال کا جواب دے رہا ہوں ، "جناب میں عرض کر رہا تھا کہ یہ نئی روشنی سکول اس وقت نظر انداز نہیں کرنے چاہییں ، کوئی بات نہیں ہے اگر جونیجو صاحب نے کوئی اچھا کام کیا ہے تو اس کو اس لیئے آپ condemn نہ کریں کہ وہ جونیجو صاحب نے شروع کیا تھا کام تو صحیح ہے ، اس کو آپ آگے بڑھائیں یہ جو Education Commission ہے ، یہ کیا چیز ہے ، میرے خیال میں ہم میں سے اکثر اراکین نہیں جانتے کہ یہ کیا چیز ہے اس کی کیا رپورٹ ہے اس نے کیا سفارش کی ہے وہ ہمارے سامنے آئے تا کہ ہم اس کا مطالعہ کریں کوشش کریں اور دیکھیں کہ اس میں کون سی بات ہے جس پر عملدرآمد ہو۔

جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ ہمارا جو تعلیم کا ڈھانچہ ہے اس کی از سرِ نو تشکیل ہونی چاہیئے نہ تو اس وقت استاد کا کوئی معیار ہے نہ قابلیت کوئی چیز ہے اگر کوئی چیز آجکل کاونٹ کرتی ہے تو وہ سفارش اور رشوت ہے ، سفارش ٹکراؤ ، ڈگری لو ۔ رشوت دو فرسٹ ڈویژن حاصل کرو اور سندھ میں تو ہندوؤں نے ایک قسم کا ٹیکس لگایا ہے جس کو کتا ٹیکس کہتے ہیں اور وہ کتا ٹیکس لے کر ہزاروں روپے دیتے ہیں اور ہندوؤں کو اچھی ڈویژن دلواتے ہیں ، جناب آپ

[Akhunzada Behrawar Saeed]

کو پتہ ہے کہ میں جس ضلعے سے تعلق رکھتا ہوں یعنی دیر وہ پہلے ریاست تھی اس میں خدا کے فضل سے کوئی سکول نہ تھا۔ یہاں پشاور سے ایک ڈائریکٹر وہاں گئے انہوں نے کہا نواب صاحب ہم یہاں اسکول کھولنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا۔ نہیں، انہوں نے کہا کہ یہ لوگ پڑھ کر پھر اپنا حق مانگیں گے تو جناب میرے اس ملک میں ایسا طبقہ ۔۔۔۔ پھر میں کچھ کہوں گا تو کچھ حضرات ناراض ہوں گے ایسا طبقہ انگریزوں کے وقت سے مسلط چلا آرہا ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ یہ قوم پڑھ لکھ جائے اور علم حاصل کرے اور علم اور پھر با مقصد علم یہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ اس واسطے اس وقت حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ نئی روشنی سکولز کی طرف توجہ دے اس میں وہ اور روشنی بڑھا دے کوئی بات نہیں ہے اگر نیا پاکستان بن سکتا ہے تو نئے روشنی سکولز بھی بن سکتے ہیں۔ جناب والا! اس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ کمیشن کی رپورٹ ہمارے سامنے آنی چاہیئے پرائمری سکول ایجوکیشن لازمی ہونی چاہیئے اور فری تعلیم ہونی چاہیئے اور اساتذہ کا جو معیار ہے اس کو بلند کرنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ ایسا سٹاف بھرتی کیا جا رہا ہے اور بھرتی کیا گیا ہے کہ خود وہ جو کچھ لکھے اسے خود بھی نہیں پڑھ سکتا ایسے استاد، ایسے اساتذہ جو ۔۔۔۔ جناب پھر آپ ناراض ہوں گے ایک ڈائریکٹر ہیلتھ ۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب دس منٹ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب میں عرض کر رہا تھا کہ وہاں ان پڑھ بھی بھرتی ہو گئے ہیں میرے ضلعے میں ان پڑھ بھی بھرتی ہو گئے ہیں۔ وہ کیا تعلیم دیں گے اس واسطے میں عرض کروں گا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو سینیٹ کی ایک کمیٹی قائم کی جائے تاکہ اس مسئلے کی وہ اچھے طریقے سے جانچ پڑتال کرے، لٹریسی کو الگ، علمیت کو الگ، کس طریقے سے، کس کس درجے سے اور پھر اساتذہ کی طرف توجہ دے اور پھر وہ طریقہ تعلیم رائج کیا جائے جو کہ ایک پاکستانی کے لیے بہت ضروری اور لازمی ہو، شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہت شکریہ! مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا صاحب نئی روشنی کو ملحوظ رکھ کر تقریر کریں۔

مولانا سمیع الحق : جناب والا! اسی نکتے پر صرف دو تین گزارشات عرض کروں گا ایک تو نئی روشنی سکولوں کا جو سلسلہ قائم ہوا ہے اب اچھا ہے یا برا ہے یا اس کے نتائج جو بھی سامنے آتے ہیں لیکن موجودہ جو بھی ادارے ہیں وہاں جتنے ملازمین ہیں اور اساتذہ ہیں ان کو اپنا مستقبل غیر یقینی نظر آرہا ہے۔ اکثر مقامات سے ایسے اساتذہ پریشان ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کہیں مستقل ملازمت دی جائے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ بھئی اس کے ختم کرنے کا کوئی اعلان تو نہیں ہوا لیکن وہ کہتے ہیں کہ کسی لمحہ بھی دل کا جانا ٹھہر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا، تو جناب وزیر موصوف صاحب اس کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں تاکہ جو لوگ وہاں ان سکولوں میں پڑھانے میں مصروف ہیں وہ دلجمعی سے اور یکسوئی سے اپنے کام میں لگے رہیں۔ دوسری گزارش یہ

[Maulana Samiul Haq]

ہے کہ نئی روشنی سکولوں کے پروگرام کے سلسلے میں ابتدا سے بے شمار ایسی باتیں سامنے آئیں کہ ان کے قیام میں بڑی بے ضابطگیاں کی گئی ہیں اور کروڑوں اربوں روپے بے ضابطہ طریقے پر اصل مقصد پر خرچ نہیں ہوئے مجھے خود بعض مقامات کا علم ہے کہ وہاں کاغذات کی حد تک نئی روشنی سکول قائم ہیں اور وہاں اساتذہ یا طالب علم ہیں ہی نہیں یا چند دن رہے ہفتہ دو ہفتہ اور پھر وہ ادھر ادھر بکھر گئے اور اساتذہ بھی وہاں سے چلے گئے تو اس سلسلے میں حکومت پوری طرح نئی روشنی سکولوں کی کارکردگی کا جائزہ لے اور پوری تفصیلی رپورٹ ایوان میں پیش کرے اس کے بعد ایوان اس کی افادیت یا عدم افادیت کے بارے میں کوئی فیصلہ دے سکتا ہے یا اس سکیم کو اور کس طرح مؤثر بنایا جا سکتا ہے اس کے بارے میں بھی ایوان کی رائے موجودہ کارکردگی کی رپورٹ سامنے آنے کے بعد ہی آ سکتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ نئی روشنی کے لفظ سے نہ ہٹیں تو میں ابتدا سے صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ نئی روشنی کا لفظ جو ہے وہ ہمارے اس معاشرے سے ہمارے اس نظام سے ہمارے نظریات سے جوڑ نہیں کھاتا ، نئی روشنی سے مطلب کیا ہے ، روشنی تو روشنی ہے اور اگر وہ ظلمت نہیں ہے تو وہ کبھی پرانی نہیں ہو سکتی روشنی تو سورج ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے روشنی کا انتظام کیا وہ کبھی قدیم نہیں ہو سکتا روشنی چاند ہے اس کو کبھی ہم قدیم نہیں کہہ سکتے جس طرح نئے سورج کو اس دنیا کے چلانے کے لیے لا سکتے ہیں یا نئے چاند کو ، وہ چاند چاند ہی رہے گا قدیم یا جدید نہیں اسی طرح علم ایک

ایسی روشنی ہے کہ تاریخ کے آغاز سے آخر تک انسان کی ہدایت کے لیے وہ کبھی پرانی نہیں ہو سکتی ہے۔ اصل میں اس کی تہہ میں جو لفظ ہے ان کی مراد نئی روشنی کے نام سے وہ علم ہے جس نے یورپ کو ظلمتوں میں ڈبو دیا ہے اور وہ معاشرتی، اخلاقی قدروں کے لحاظ سے اس علم کے نام سے وہ حیوانیت کے بدتر درجے تک پہنچ گئے ہیں تو علم کی وہ روشنی جو مادہ پرستی پر مبنی ہو جو خدا فراموشی پر مبنی ہو اور لادینی تصورات پر مبنی ہو وہ اس قوم کے لئے نقصان دہ ہے۔ البتہ ٹیکنالوجی اور سائنس اس معاشرے کے لئے اس ملک کے لیے اس قوم کے لئے بہرحال ضروری ہے جس طرح چاند کی روشنی سورج سے مستعار ہوتی ہے اسی طرح اللہ نے ہمارے نظام کیلئے، علم کی روشنی، نبوت کی روشنی، قرآن کی روشنی، وحی کی روشنی کو ضروری قرار دیا اس کے بغیر جو بھی روشنی ہو گی وہ روشنی نہیں ہو گی وہ ظلمت ہو گی تو مجھے اس لفظ پر بھی اعتراض ہے، بہرحال نئی روشنی ہمیں نہیں چاہیئے ہمیں وہ قدیم روشنی جو آدم علیہ السلام سے لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک تھی وہ چاہیئے۔ ہم سائنس ٹیکنالوجی بھی اور تمام علوم بھی حاصل کریں لیکن اس روشنی سے وہ بالکل منور ہوں اس روشنی سے اس کا رابطہ کٹ نہ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہت بہت شکریہ، میں اس لیے دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنے خیالات سے ہمیں نوازا، لیکن میں عرض کروں کہ سائنس یا ٹیکنالوجی جتنی بھی ہے وہ خدا کی وحدت کی نفی نہیں کرتی، وہ کرتی ہی نہیں نفی، جناب شاہ صاحب...

Syed Ghulam Mustafa Shah.

Syed Ghulam Mustafa Shah : I am grateful to you, Sir.

I am grateful to Prof. Khurshid who is a student of mine. I am grateful to the learned men in this House because I had been a Director of Education in Quetta for two years, in 1961-62 and I had my initial training and supervision under Maulana Shamsul Haq Afghani from the age of 8 to 14 and thank God I have lived a life in which I think my friends and colleagues who have known me they will not find me wanting.

This is a simple resolution about the performance of LAMEC. I have my firm doubts which Prof. Khurshid has expressed and I am practically agreed with all what has been said here whether in the abstract about education or in the practical affairs that we see in the field.

جناب ڈپٹی چیئرمین : مولانا صاحب گزارش ہے کہ منسٹر صاحب کے ارشادات کو ذرا غور سے سن لیں۔

Syed Ghulam Mustafa Shah : This is a legacy we have from the previous governments and I agree that there are many defects and I think a committee has already been set up to see as to what could be done with this institution. I am to tell you the honest truth, not satisfied with it. We better be more attentive to our regular educational institutions than have the proliferations of all sorts of bodies which are not part of the usual or standard educational system. By creating them we are merely satisfying persons of groups but we are not helping eduation.

I can assure you, Sir, as a teacher, as a man who believes in every aspect of religion and practices Islam, I can assure you that we will take care of all those things which have been suggested and I will be happy and lucky to have performed this function.

If there is a question from anywhere I am ready to reply because I have already said that I agree with each one of them and there is no difference. So, I leave the rest of the things to you.

Thank you.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. The motion is talked out.

The House is adjourned to meet on Tuesday, 28th March, 1989, at 10.30 A.M.

[The House adjourned to meet again at 10.30 AM on Tuesday, 28th March, 1989].

PCPPK–Litho/2760/88-89/Senate–20-5-91-300 Books